Www.IslamicBooks.Website

استغفار کی اہمیت

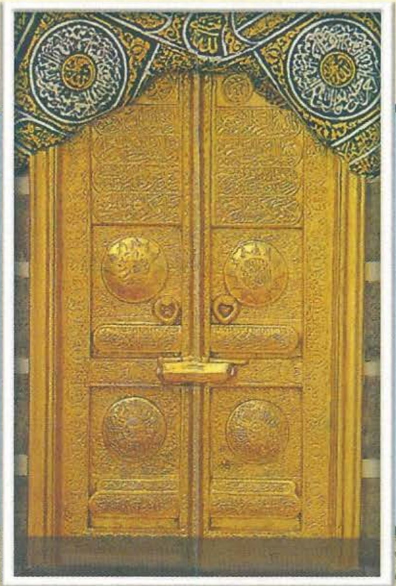

تالیف

تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ

دار العلم ممبئی

﴿وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (مزمل:۲۰)

اللہ سے بخشش مانگتے رہو، بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

استغفار

کی اہمیت، اور بندے کے تئیں اس کی ضرورت

تالیف

تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ

ترجمہ

مولانا زبیر احمد سلفی

تصحیح و تقدیم

مولانا مختار احمد ندویؒ

دار العلم ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات دار العلم نمبر 177

نام کتاب : استغفار

نام مؤلف : تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ

مترجم : زبیر احمد سلفی

تصحیح وتقدیم : مولانا مختار احمد ندویؒ

طابع : محمد اکرم مختار

ناشر : دار العلم ممبئی

تعداد اشاعت : ایک ہزار

تاریخ اشاعت : ۲۰۱۵ء

دار العلم ممبئی
DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

Www.IslamicBooks.Website

فہرس

كلمة الناشر

عرض ناشر ٩

مقدمة الكتاب

مقدمہ ١١

ترجمة موجزة لشيخ الاسلام ابن تيمية رحمہ اللہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مختصر سوانح حیات ١٤

تعريف الاستغفار

استغفار کی تعریف ١٧

أهمية الاستغفار

استغفار کی اہمیت ١٨

Www.IslamicBooks.Website

شروط الاستغفار

استغفار کی شرطیں ۲۰

اخلاص القلب للہ

اللہ کے لئے دل کو خالص کرنا ۲۰

عدم الإصرار علی الذنوب

گناہوں پر اصرار نہ کیا جائے ۲۰

التصدیق بالجنان ، والیقین بالثواب

دل سے تصدیق کرنا، اور ثواب پر یقین رکھنا ۲۱

والاقبال علی فعل الحسنات والطاعات

خوب نیکیاں کرنا ۲۱

آداب الاستغفار

استغفار کے آداب ۲۲

الطهور

وضو کرنا. ۲۲

Www.IslamicBooks.Website

اختيار فضل الأوقات

افضل اوقات میں استغفار کرنا ۲۲

الإكثار من الاستغفار

کثرت سے استغفار کرنا ۲۳

أن يجعل الإستغفار فی خواتم الامور

استغفار امور کے آخر میں کیا جائے ۲۳

ثمرات الإستغفار و فوائد

استغفار کے ثمرات وفوائد ۲۴

غفران الذنوب

گناہوں کی بخشش ۲۴

رضی اللہ و محبته

اللہ کی رضا اور اس کی محبت ۲۴

Www.IslamicBooks.Website

رحمة الله

اللہ کی رحمت ۲۴

رفع العذاب

عذاب دور کرنا ۲۴

الخير الكثير والبركة

خیر کثیر اور برکت ۲۴

جلاء القلوب

دلوں کی جلاء ۲۵

الإستغفار حاجة العبد الدائمة

استغفار بندے کی ہمیشہ کی ضرورت ہے ۲۵

الحلم والأناة، و بيان النطق

تحمل وبردباری اور نطق سلیم ۲۵

Www.IslamicBooks.Website

كثرة العبادة و الزهد فى الدنيا
دنیا میں کثرت عبادت اور زہد ۲۶
نص رسالة الإستغفار أهمية و حاجة العبد إليه
رسالۃ الاِستغفار کا نص، استغفار کی اہمیت وضرورت .. ۲۷
فصل: فی أن التوبة و الإستغفار يكون من
ترک الواجبات و فعل المحرمات
فصل: واجبات چھوڑنے اور محرمات کے کرنے سے
توبہ واستغفار ۲۹
فصل: الإستغفار و التوبة من الفعل و الترک
فصل: فعل اور ترک فعل سے توبہ واستغفار. ۴۰
فصل: إخبار الله عن قبيح أعمال الكفار قبل
مجئى الرسول إليهم

Www.IslamicBooks.Website

رسول کے آنے سے پہلے کفار کے اعمال کے قبیح ہونے کے
بارے میں اللہ تعالیٰ کا خبر دینا. ۴۶

أمر الله الناس أن يتوبوا مما فعلوه
اللہ تعالیٰ کا یہ حکم دینا کہ جو انہوں نے کیا ہے اس پر توبہ کریں. ۴۹

فصل: فی ما یستغفر ویتاب منه
کس چیز سے توبہ واستغفار کیا جائے ۷۹

تفسیر قوله تعالیٰ: ﴿اذا فعلوا فاحشة أو ظلموا انفسهم﴾
اس آیت کریمہ کی تفسیر ۸۲

الإستغفار حاجة دائمة للعبد
بندے کو استغفار کی ہمیشہ ضرورت ہے. ۹۱

الإستغفار بالقلب واللسان
دل اور زبان سے استغفار ۹۷

○○○

Www.IslamicBooks.Website

عرض ناشر

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا یہ رسالہ ''الاستغفار'' آپ کے اہم ترین رسالوں میں شمار کیا جاتا ہے، جو امت کی اصلاح اور نفوس کے تزکیہ کے لئے بنیادی اہمیت کا حامل ہے، علامہ ابن تیمیہؒ اگر چہ عقائد کی اصلاح اور فرقہ باطلہ کی تردید کے میدان میں اپنا خاص مقام رکھتے تھے،لیکن اللہ نے انہیں علوم شریعت کی تحقیق وتبلیغ میں یکتائے روزگار بنایا تھا، اس لئے جس موضوع پر انہوں نے قلم اٹھایا اس کا حق ادا کر دیا۔

توبہ واستغفار گناہوں کی معافی ، اور نفس کی اصلاح کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے، جس کے لئے ضروری ہے کہ مصلح اس میدان میں خصوصی علم اور معرفت رکھتا ہو، علامہ ابن تیمیہؒ جہاں شریعت کے دیگر مسائل میں ید طولیٰ رکھتے تھے وہیں وہ اصلاح باطن اور نفس آمارہ کو کچلنے کا بھی خوب ملکہ رکھتے تھے، وہ بیک وقت ایک حاضر جواب مناظر، فلسفی اور علم وحکمت کے میدان میں امتیازی شان کے مالک تھے، ساتھ ہی وہ حق کی ترجمانی میں زبردست عقلی اور نقلی دلائل سے مالا مال تھے،

Www.IslamicBooks.Website

اس کتاب میں علامہ موصوف نے استغفار کی حقیقت اور اہمیت، اس کے شرائط کو مفصل بیان کیا ہے اور استغفار کے آداب، اس کے نتائج، اس کے واجبات کا بڑے دلنشین انداز میں ذکر کیا ہے، اور ثابت کیا ہے کہ استغفار ہر ایک مؤمن کے لئے دائمی ضرورت ہے جس سے وہ کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتا، نیز اپنے حقیقی استغفار کی بابت یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حقیقی استغفار زبان کی بجائے قلب خاشع ہی سے پورا ہوتا ہے۔

کتاب کا موضوع بہت اہم اور کتاب بڑی مؤثر اور انتہائی مفید اور مصلح ہے، ضرورت ہے کہ علمائے دین خاص طور پر اس کا مطالعہ فرمائیں اور داعیان حق اس کتاب کو اپنی عملی اور روحانی زندگی کے نصاب میں داخل کریں اور اس کی تلاوت پر مداومت کریں، اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس کے مترجم، ناشر اور مطالعہ کرنے والوں کے لئے اسے باعث اجر وثواب بنائے۔ آمین

والسلام

مختار احمد ندوی

مدیر الدار السلفیہ ممبئی

۲۵ دسمبر ۲۰۰۱ء

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمة

إن الحمد لله ،نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا ،من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلا هادي له ،أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له ،وأشهد أن محمداً عبده ورسوله،

﴿يٰاَيها الذين أمنوا اتقوا الله حق تقاتہٖ ولا تموتن اِلاَّ وانتم مسلمون ۞﴾(آل عمران:١٠٢)

اے یمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہئے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔

﴿يٰاَيها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس وّاحدة وخلق منها زَوجها وبث منهما رجالا كثيرا

اے لوگو! آپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت سے

Www.IslamicBooks.Website

ونسآء واتقوا اللّٰہ الذی تسآءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا﴿(النساء:۱)

مرد اور عورتیں پھیلا دیں، اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

﴿یاَیھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا o یصلح لکم اعمٰلکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللّٰہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیماo﴾(الأحزاب:۷۰/۷۱)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کرو تا کہ اللہ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف کر دے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی مراد پالی۔

اما بعد:

یہ کتاب اپنے موضوع پر بہت ہی اہم ہے اس کے اندر بہت ہی عظیم معانی ہیں جس کو شیخ الاِسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے، یہ ایک چمکتا ہوا موتی ہے، جس میں وہ تمام اہم مسائل آگئے ہیں جس کی ضرورت استغفار کرنے والے کو ہے، اس کے اندر استغفار کے ان مسائل کا بیان بھی ہے جس سے بہت سے مسلمان غافل ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

یہ رسالہ ان کی کتاب(مجموع الفتاویٰ جلد گیارہ صفحہ نمبر ۶۷ / ۷۰۲)میں موجود ہے۔

میری اس پر تعلیق ہے اور میں نے اس کی آیات واحادیث کی تخریج کی ہے اس کے علاوہ شیخ الاسلام کی مختصر سوانح حیات کو بیان کیا ہے، ساتھ ساتھ استغفار، اس کی اہمیت اور اس کے ثمرات وفضائل کے بارے میں ایک مقدمہ بھی لکھا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے اس عمل کو قبول فرمائے اور اس کو نفع بخش بنائے اور قول وعمل میں اخلاص پیدا کرے۔

ابو عبد الرحمن فواز احمد زمرلی

۱۸/ جمادی الآخر ۱۴۱۵ ہجری

طرابلس شام

Www.IslamicBooks.Website

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ
کی مختصر سوانح حیات

شیخ الاِسلام ابن تیمیہؒ دس ربیع الاوّل ۶۶۱ ھ ہجری حران میں پیدا ہوئے۔ ۶۶۷ ھ میں ان کے باپ ان کو حران سے دمشق لے گئے۔ اس وقت تا تار بہت سے ملکوں پر غالب آگئے تھے چنانچہ وہ دمشق میں ہی پلے بڑھے۔

ان کے باپ اور دادا اس زمانے کے بڑے علماء میں شمار کیئے جاتے تھے، شیخ الاسلام نے اپنے زمانے کی ثقافت کے مختلف فنون میں کم عمری ہی میں مہارت حاصل کرلی تھی، ان کا حافظہ بہت ہی قوی تھا جو بھی چیز ان کی نگاہ سے گذرتی اس کو حفظ کر لیتے، لوگوں نے اس سلسلے میں ان کی سوانح حیات میں عجیب وغریب چیزوں کا ذکر کیا ہے۔

وہ زہد وتقویٰ میں ضرب المثل تھے، وہ کبھی اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیتے اور نہ کینہ وبغض رکھتے۔ مالکی قاضی ابن مخلوف کہتے ہیں کہ ہم نے ابن تیمیہؒ کی طرح کسی کونہیں دیکھا، ہم نے ان کو انتقام لینے پر

Www.IslamicBooks.Website

برانگیختہ کیا لیکن ہم کامیاب نہیں ہوئے اور قدرت رکھنے کے باوجود بھی انہوں نے ہمیں درگزر کردیا بلکہ ہماری طرف سے جھگڑا کیا۔

انہوں نے فقہ اور اصول اپنے والد سے حاصل کیا اور بہت سے لوگوں سے سنا، ان کے شاگردوں میں مشہور ومعروف شاگرد ابن قیم جوزیہؒ، حافظ ابن کثیرؒ، اور امام ذھبیؒ وغیرہ ہیں۔

انہوں نے اپنے زمانے میں مروجہ علوم کا گہرائی سے مطالعہ کیا پھر تصنیف وتالیف میں لگ گئے اور اپنے مخالفین کی تردید کی، انہوں نے تقریباً پانچ سو کتابیں لکھی ہیں، ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں:

الفرقان بين أولياء الرحمن و أولياء الشيطان.

جواب اهل العلم و الايمان.

الجواب الصحيح.

درء تعارض العقل و النقل.

بيان تلبيس الجهمية. وغیرہ

علماء اور ائمہ نے ان کی بڑی تعریف کی ہے اور ان کو شیخ الاسلام کا لقب دیا ہے ان کی تعریف میں علاحدہ کتابیں لکھی ہیں اور ان کی برائی اس شخص نے کی ہے جو ان کی قدر ومنزلت سے ناواقف ہے، اور جو کسی

Www.IslamicBooks.Website

چیز کو نہیں جانے گا وہی اس کا انکار کرے گا۔

علامہ بہاؤ الدین ابن سبکیؒ نے بہت درست بات کہی جب ابن تیمیہؒ کے بارے میں کسی نے کچھ ناپسندیدہ بات کہی ''اللہ کی قسم اے فلان! ابن تیمیہ سے بغض وہی شخص رکھے گا جو جاہل ہوگا یا اپنی خواہشات کے پیچھے چلنے والا ہوگا پس جاہل نہیں جانتا ہے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور خواہشات کے پیچھے چلنے والے کو اس کی خواہشات حق پہچاننے کے باوجود حق کو قبول کرنے سے روک دیتی ہیں۔

آخری بار شعبان ۷۲۶ھ میں انہیں جیل میں ڈالا گیا اور قلعہ میں قید کر دیا گیا، وہ اپنی وفات تک جیل میں رہے۔ ان کی وفات ۲۶ ذی القعدہ ۷۲۸ھ میں ہوئی، ان کے جنازے میں بہت سے لوگ شریک ہوئے، کہا جاتا ہے کہ ان کے جنازے میں کم از کم پچاس ہزار لوگوں نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کو دعوت حق کا بہترین صلہ دے۔ (آمین)

Www.IslamicBooks.Website

استغفار

استغفار کی تعریف ،اس کی اہمیت،اس کے شروط،اور اس کے ثمرات وفوائد۔

استغفار کی تعریف

استغفار کا مطلب ہے کہ مغفرت طلب کرنا ،اور مغفرت کا مطلب ہے گناہ کے شر سے بچانا،مغفرت کا مطلب صرف چھپانا نہیں ہے، بلکہ گناہ کے شر سے بچانا ہے وہ اس طرح سے کہ اس پر بندے کوسزا نہ دی جائے ،پس جس کا گناہ معاف کر دیا گیا اس کوسزا نہیں دی جائے گی۔ اور اگر مغفرت کا مطلب صرف گناہ کو چھپا لیا جائے تو باطن میں اس پر سزا دی جاسکتی ہے اور جس کو گناہ پر باطنی یا ظاہری طور پر سزا دی گئی اسے معاف نہیں کیا گیا۔ گناہوں کا بخشنا اسی وقت ہوسکتا ہے جب گناہ پر مستحق سزا نہ دی جائے۔

Www.IslamicBooks.Website

استغفار کی اہمیت

اسلام میں استغفار کی بڑی اہمیت ہے۔ قرآن کریم میں بہت سی آیتیں آئی ہیں جو استغفار کا حکم دیتی ہیں، اس کا مطالبہ کرتی ہیں، اور استغفار کرنے والے کی تعریف کرتی ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو یہ حکم دیا:

﴿واستغفر اللّٰہ ان اللّٰہ کان غفورا رحیماo﴾ (نساء: ۱۰۶) اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو بیشک اللہ تعالیٰ مہربانی کرنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ نے مومنوں کو استغفار کا حکم دیا چنانچہ فرماتا ہے:

﴿واستغفروا اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم o﴾ (مزمل: ۲۰) اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتیں ہیں۔

احادیث میں استغفار کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، اللہ کے یہاں پر اس کا بڑا اجر و ثواب ہے اور بندے کو استغفار کی ضرورت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میرے دل پر خواہشات غالب ہوتے ہیں، اور میں اللہ سے دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔[۱]

۱- مسلم ر ۲۷۰۲، ابوداود، ۱۵۱۵، احمد: ۳ر ۲۱۱.

Www.IslamicBooks.Website

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آتا جو گناہ کرتے پھر اللہ سے استغفار کرتے پھر اللہ ان کو بخشتا۔[۱]

۱- مسلم ۲۷۴۹/۲، ترمذی: ۳۵۳۳، احمد: ۴۱۴/۵۔

Www.IslamicBooks.Website

استغفار کی شرطیں

استغفار کی کچھ شرطیں ہیں جن کا پایا جانا مغفرت کے لئے ضروری ہے۔

۱- دل اللہ کے لئے خالص ہو اور جو کلمات ادا کئے جائیں پوری توجہ سے ادا کئے جائیں اس لئے کہ اخلاص ہی پر ہر اطاعت کا قبول ہونا موقوف ہے، لہٰذا یہ ضروری ہے کہ دل صرف اللہ کی طرف متوجہ ہو اور پوری طرح سے خشوع وخضوع کا اظہار کیا جائے اور آدمی اپنی زبان سے جو کلمات نکالے وہ پوری توجہ سے نکالے۔

۲- گناہوں پر اصرار نہ کیا جائے: استغفار کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ جو گناہ اس نے کیا ہے اس کو دوبارہ نہ کرے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون ٥﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی استغفار کرے اور اس گناہ کو نہ چھوڑے تو یہ جھوٹے لوگوں کی توبہ ہے۔[۱]

۱- فتح الباری: ۱۱/ ۹۹، مجموع الفتاویٰ ۱۰/ ۱۹، ۳/ ۱۱، ۶۹۹

Www.IslamicBooks.Website

۳-دل سے تصدیق کرنا اور ثواب پر یقین رکھنا۔

۴-خوب نیکیاں کرنا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء فانی غفور رحیم٥﴾ (نمل: ۱۱)

لیکن جو لوگ ظلم کریں پھر اس کے عوض نیکی کریں اس برائی کے پیچھے تو میں بھی بخشنے والا مہربان ہوں۔[۱]

۱-ملاحظہ ہو: میری کتاب تحفۃ الابرار شرح حدیث سید الاستغفار

Www.IslamicBooks.Website

استغفار کے آداب

وضو کرنا: اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: اگر کوئی بندہ گناہ کرے پھر اچھی طرح سے وضو کرے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ ؐ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

﴿والذین إذا فعلوا فاحشة﴾ (آل عمران: ۱۳۵) جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔[۱]

افضل اوقات میں استغفار کرنا: آدمی استغفار ایسے وقت میں کرے جب اس کا دل حاضر ہو اور وہ خشوع وخضوع کر سکے، ان اوقات میں سب سے افضل سحر کا وقت ہے اللہ تعالیٰ نے استغفار کرنے والوں کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿والمستغفرین بالاسحار﴾ (آل عمران: ۱۷) اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔

۱- ترمذی: ۴۰۶-۳۰۰۶، ابوداؤد: ۱۵۲۱، فتح الباری: ۱۱/ ۹۸

Www.IslamicBooks.Website

کثرت سے استغفار کرنا: اس پر قرآن کریم کی بہت سے آیتیں اور حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں [۱]

استغفار امور کے آخر میں کیا جائے: [۲] اس پر دلیل حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سورہ ﴿اذا جاء نصر اللہ و الفتح﴾ سے پکڑی ہے جو نبی ﷺ کی وفات کے قریب نازل ہوئی اور جس میں آپ کو تسبیح اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔ [۳]

۱- مسلم: ۲۷۰۲، ابوداؤد: ۱۵۱۵

۲- ملاحظہ ہو فتاویٰ شیخ الاسلام ۱۲۲/۳

۳- بخاری ۴۹۷۰/۷، بیہقی فی الدلائل ۴۴۶/۰، ۱۳۴/۷

Www.IslamicBooks.Website

استغفار کے ثمرات وفوائد

استغفار کے بہت سے فوائد ہیں جن میں بعض بڑے فوائد یہ ہیں:

۱- گناہوں کی بخشش: پس جس نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اس کے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔

۲- اللہ کی رضا اور اس کی محبت: استغفار سے اللہ کی خوشنودی اور اس کی محبت حاصل ہوتی ہے۔

۳- اللہ کی رحمت: استغفار سے اللہ کی رحمت حاصل ہوتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لولا تستغفرون اللّٰہ لعلکم ترحمون﴾ (نمل:٤٦) تم اللہ تعالیٰ سے استغفار کیوں نہیں کرتے تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

۴- عذاب دور کرنا: استغفار سے اللہ تعالیٰ عذاب ہٹالیتا ہے۔

جیسے کہ فرمایا:

﴿وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون﴾ (انفال:٣٣) اور اللہ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں۔

۵- خیر کثیر اور برکت: استغفار سے بہت خیر و برکت حاصل ہوتی

Www.IslamicBooks.Website

ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السمآء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم﴾ (ھود: ۵۲)

اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے پالنے والے سے اپنی تقصیروں کی معافی طلب کرو اور اس کی جناب میں توبہ کروتا کہ وہ برسنے والے بادل تم پر بھیج دے اور تمہاری طاقت اور قوت اور بڑھادے۔

۶- دلوں کی جلاء: استغفار گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور دل کو معاصی سے بالکل پاک وصاف کر دیتا ہے۔

۷- استغفار بندے کی ہمیشہ کی ضرورت ہے: اسے صبح وشام، رات ودن، کھلے وچھپے استغفار کرنا چاہئے بلکہ اس کے لئے بے چین رہنا چاہئے کیونکہ وہ خیر وبرکت حاصل کرنے کا ذریعہ اور نقصانات کو دور کرنے کا سبب ہے اس سے قلبی وبدنی اعمال میں مزید قوت حاصل ہوتی ہے اور ایمان ویقین میں اضافہ ہوتا ہے [۱]

۸- تحمل وبردباری اور نطق سلیم: استغفار سے بردباری، وقار اور حق گوئی جیسی صفات حاصل ہوتی ہیں، پس جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ

۱- مجموعہ الفتاویٰ ۱۱/ ۶۹۶

Www.IslamicBooks.Website

ان کے ساتھ بردباری کا معاملہ کرے وہ اپنے آپ کو استغفار کے زیور سے آراستہ کرے۔

۹-دنیا میں کثرت عبادت اور زہد: استغفار کے لئے آدمی گناہوں پر نادم ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے، جس کی وجہ سے کثرت سے عبادت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان الحسنٰت یذھبن السّیّاٰت﴾ (ھود: ١١٤) یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

علامہ ابن تیمیہؒ کی کتاب

رسالۃ الاستغفار کا نص

استغفار کی اہمیت اور ضرورت

Www.IslamicBooks.Website

بسم الله الرحمن الرحيم

ربِّ يسِّر وأَعِن يا كريم

الحمدلله ،نحمده ،ونستعينه ونستغفره ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهدالله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادى له واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريک له واشهد ان محمداً عبده ورسوله .صلى الله عليه وعلى آله وسلم تسليما.

Www.IslamicBooks.Website

فصل

واجبات چھوڑنے اور محرمات کے کرنے سے توبہ واستغفار

پہلی قسم بہت سے لوگوں پر پوشیدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فاصبر ان وعد الله حق واستغفر لذنبك وسبح بحمد ربك بالعشي والابكار ٥﴾ (مؤمن: ٥٥)

پس اے نبی تو صبر کر، اللہ کا وعدہ بلا شک وشبہ سچا ہی ہے، تو اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہ اور صبح وشام اپنے رب کی تسبیح اور حمد بیان کرتا رہ۔

اور فرمایا:

﴿فاعلم أنه لا إلٰه الا الله واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنٰت ٥﴾ (محمد: ١٩)

پس جان رکھو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے لئے بھی۔

Www.IslamicBooks.Website

اور فرمایا:

﴿لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر﴾ (فتح:۲) تا کہ جو کچھ تیرے آگے ہوئے اور جو پیچھے سب کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

اور فرمایا:

﴿الّا تعبدوا الا اللّٰہ اننی لکم منہ نذیر و بشیر o وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمی﴾ (ھود ۲-۳) اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اسی کی طرف متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر تک اچھا سامان (زندگی) دے گا۔

اس طرح کی بہت سی آیتیں قرآن کریم میں ہیں۔

توبہ واستغفار مأمور (جس کا حکم دیا گیا ہے) کے چھوڑنے اور محظور (جس سے منع کیا گیا ہے) کے کرنے سے ہوتا ہے، کیونکہ یہ دونوں گناہ کے کام ہیں۔ مثلاً ایمان وتوحید اور فرائض کو چھوڑ دینا ہر ایک کے نزدیک

Www.IslamicBooks.Website

بلاشبہ گناہ ہے بلکہ یہ ان دونوں مذکورہ قسموں میں سب سے بڑا ہے۔

واجبات کو چھوڑنا محرمات کے کرنے سے بڑا گناہ ہے، کیونکہ ایمان وتوحید جیسی اہم چیزیں چھوٹ سکتی ہیں اور جس کے پاس ایمان وتوحید ہے وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا اگر چہ اس نے بڑے سے بڑا گناہ کیا ہو، اس کے برعکس جس کے پاس ایمان وتوحید نہیں ہے، وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اگر چہ اس نے بہت کم گناہ کے کام کئے ہوں، جیسے مشرکین اور اہل کتاب کے عابد وزاہد لوگ، خواہ ہندوستان کے سادھوسنت ہوں یا نصاریٰ کے راہب وعابد ہوں۔ یہ لوگ نہ قتل کرتے ہیں، نہ زنا کرتے ہیں اور نہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں لیکن انہوں نے ایمان وتوحید جو واجب ہے اسے ترک کر دیا ہے۔

لیکن یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ایمان وتوحید جو کہ واجب ہیں ان کو چھوڑنا ان کے ضد پر عمل کرنے کے ساتھ ہوسکتا ہے، پس اگر یہ ضد کفر ہے تو کفر پر انہیں سزا ملے گی اور یہ ان امور میں سے ہے جن سے منع کیا گیا ہے۔ اور اگر یہ ضد مباحات میں سے ہے (یعنی جو امور جائز ومباح ہیں) جیسے کہ آدمی کھانے پینے، سرداری وغیرہ، خواہشات نفسانی میں مشغول ہو اور توحید وایمان کو بھلا دے تو یہاں سزا ایمان کے چھوڑنے

Www.IslamicBooks.Website

کی وجہ سے ملے گی، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جس نے ایمان وتوحید چھوڑ دیا وہ کفر وشرک کی طرف جائے گا اس لئے کہ نفس کو ہمیشہ ایک معبود کی تلاش رہتی ہے پس جس نے رحمان کی عبادت نہیں کی وہ شیطان کی عبادت کرے گا۔

شیطان کی عبادت جنس عام ہے۔ اگر وہ اسے ایسے امور کا حکم دیتا ہے جو اسے ایمان وتوحید سے روک دیں تو گویا کہ اس نے اس کی عبادت کی۔ شیطان کی بات ماننا گویا کہ اس کی عبادت کرنا ہے، لیکن عبادت میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔

اور لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ لوگ جو دین کے طالب ہیں اور دوسرے وہ لوگ جو دنیا کے طالب ہیں۔ شیطان طالب دین کو شرک وبدعات کا حکم دیتا ہے جیسے کہ مشرکین اور اہل کتاب کے عبادت گذار۔

اور طالب دنیا کو نفسانی خواہشات کے پیچھے دوڑنے کا حکم دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس چیز سے میں تم پر سب سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ تمہارے پیٹ اور شرمگاہ کی غلط خواہشات ہیں اور فتنوں میں پڑنے کی جگہیں ہیں۔ اسی لئے حسن بصریؒ نے جب اس حدیث کو بیان کیا:[1]

۱- مسند احمد: ۴/۴۲۰-۴۲۳، اس کی سند صحیح ہے

Www.IslamicBooks.Website

"لكل عمل شرة، ولكل شرة فترة، فإن كان صاحبها سادًا وقاربًا فأرجوه، وإن أشير إليه بالأصابع فلا تعدوه"

ہر عامل کسی عمل کے کرنے پر چستی کا مظاہرہ کرتا ہے اور ہر چستی کو کبھی نہ کبھی سستی لاحق ہوتی ہے پس اگر وہ درمیانہ روی اختیار کرے اور غلو چھوڑ دے تو اس سے امید رکھو اور اگر اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے تو اسے شمار نہ کرو۔

تو لوگوں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم بازار میں گزرو تو لوگ تمہاری طرف اشارہ کریں انہوں نے کہا یہاں یہ مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد دین میں بدعت نکالنے والا اور دنیا کے معاملے میں فاجر شخص ہے۔

ہم نے دونوں قسموں پر کئی جگہ تفصیل سے گفتگو کی ہے ہم نے اپنی کتاب "اقتضاء الصراط المستقیم" میں بھی اس کا ذکر کیا ہے (ملاحظہ ہو اقتضاء الصراط المستقیم: ۱۰۲/۱-۱۲۳) جہاں ہم نے اس آیت کریمہ کی وضاحت کی ہے:

۱- ترمذی: ۲۴۳۵، ابن حبان: ۳۴۹، عن أبی ھریرہ وسندہ حسن

Www.IslamicBooks.Website

﴿فاستمتعوا بخلقهم فاستمتعتم بخلقكم كما استمتع الذين من قبلكم بخلقهم وخضتم كالذی خاضوا﴾(التوبة: ٦٩)

پس وہ اپنا دینی حصہ برت گئے پھر تم نے بھی اپنا دینی حصہ برت لیا، جیسے تم سے پہلے کے لوگ اپنے حصے سے فائدہ مند ہوتے تھے اور تم نے بھی اسی طرح مذاقانہ بحث کی جیسے کہ انہوں نے کی تھی۔

لہٰذا یہاں تفصیل کا موقع نہیں بس اتنا سمجھو کہ واجب کو ترک کرنا اور محرمات کا ادا کرنا ایک دوسرے کو لازم ہے۔ اسی لئے اگر کوئی شخص وہ کام کرے جس سے اسے منع کیا گیا ہو تو کہا جاتا ہے کہ اس نے حکم کی نافرمانی کی مثلاً اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم نے میرا حکم نہیں مانا تو تجھے طلاق ہے پھر اس کے منع کرنے کے باوجود اگر اس نے نافرمانی کی تو اس میں دو صورتیں ہیں ان میں سب سے صحیح یہ ہے کہ اس پر طلاق واقع ہو جائے گی اور بعض فقہاء کہتے ہیں کہ عرف عام میں اس عمل کو نافرمانی کہا جائے گا اور وہ اس کو اصلاً دو قسموں میں بانٹتے ہیں۔

لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ہر وہ نھی جس کے اندر طلب و استدعاء ہو جس کا ناھی (منع کرنے والا) قصد کرے وہ امر ہے۔ پس امر دونوں کو

Www.IslamicBooks.Website

شامل ہے، جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت خضرؑ کا یہ کہنا ہے:

﴿قال إنک لن تستطیع معی صبرا o وکیف تصبر علی مالم تحط به خبرا o قال ستجدنی ان شاء اللّٰه صابراً ولا اعصی لک امراً﴾ (کهف: ۶۷-۶۹)

اس نے کہا آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکتے اور جس چیز کو آپ نے اپنے عمل میں لیا نہ ہو اس پر صبر بھی کیسے کر سکتے ہیں، موسیٰؑ نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور کسی بات میں میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا۔

اسی طرح ان کا حضرت موسیٰؑ سے یہ کہنا ہے:

﴿فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شئی حتیٰ احدث لک منه ذکرا﴾ (کهف: ۷۰)

اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلنے ہی پر اصرار کرتے ہیں تو یاد رہے کسی چیز کی نسبت مجھ سے کچھ نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود اس کی نسبت کوئی تذکرہ نہ کروں۔

پس ان کے اس قول

﴿فان اتبعتنی فلا تسئلنی عن شئی حتیٰ احدث لک منه

تو یاد رہے کسی چیز کی نسبت مجھ سے کچھ نہ پوچھنا جب تک کہ میں خود

ذکرا﴾ (کھف: ۷۰) اس کی نسبت کوئی تذکرہ نہ کروں۔

کو یہ قول "ولا اعصی لک امراً" (میں آپ کی نافرمانی نہ کروں گا) شامل ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بھائی سے یہ کہنا ہے:

﴿ما منعک اذ رأیتھم ضلوا ٥ اَلَّا تتبعن افعصیت امری﴾ (طہ: ۹۲-۹۳) انہیں گمراہ ہوتا ہوا دیکھتے ہوئے تجھے کس چیز نے روکا تھا کہ تو میرے پیچھے نہ آیا کیا تو بھی میرے فرمان کا نافرمان بن بیٹھا۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا:

﴿اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین﴾ (اعراف: ۱٤۲) میرے بعد ان کا انتظام رکھنا اور اصلاح کرتے رہنا اور بدنظم لوگوں کی رائے پر عمل مت کرنا۔

یہاں انہوں نے منع کیا پھر اس بات پر ملامت کی کہ انہوں نے ان کی بات نہیں مانی اور کہا (أفعصیت امری) کیا تو بھی میرے فرمان کا نافرمان بن بیٹھا۔ لہذا یہ بھی نہی امر کو شامل ہوا اور بچھڑے کے پجاری مفسد لوگ تھے۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿علیها ملٰئکة غلاظ شداد لا یعصون الله ما امرهم ویفعلون مایؤمرون﴾ (تحریم:٦)

جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جاتا ہے بجالاتے ہیں۔

فرشتے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جب وہ ان کو منع کردیتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ فرمانا ہے:

﴿فلیحذر الذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة اویصیبهم عذاب الیم﴾ (نور:٦٣)

سنو! جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

پس جس شخص نے وہ کام کیا جس سے آپؐ نے منع کیا ہے اس نے آپؐ کے حکم کی مخالفت کی۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وعصی آدم ربه فغوی﴾ (طٰہٰ:١٢١)

آدمؑ نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس بہک گیا۔

Www.IslamicBooks.Website

انہوں نے نافرمانی اس طرح سے کی کہ انہوں نے ایسا کام کیا جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امراً ان يكون لهم الخيرة من امرهم﴾ (احزاب:۳۶)

اور (دیکھو) کسی مؤمن مرد و مؤمنہ عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔

یہ آیت امر کے مقابلے میں نھی کو زیادہ شامل ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو اس کو اپنی طاقت بھر کرو۔[1]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿يومئذٍ يود الذين كفروا وعصوا الرسول لو تسوّى بهم الارض﴾ (نساء : ۴۲)

جس روز کافر اور رسول (اللہ ﷺ) کے نافرمان آرزو کریں گے کہ کاش انہیں زمین کے اندر ہموار کر دیا جاتا۔

۱ - بخاری: ۷۲۸۸، مسلم: ۱۳۳۷، نسائی: ۵/ ۱۱۰-۱۱۱، ترمذی: ۲۶۷۹

Www.IslamicBooks.Website

پس امر کی مخالفت معصیت ہے اور نھی کا مخالف نافرمان کہلائے گا اور وہ بھی امر کا مخالف ہوا اور ممنوع چیزوں کا کرنے والا مأمور چیزوں کے چھوڑنے والے سے زیادہ گنہگار ہوسکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں، پس جس نے کسی چیز کا حکم دیا اس نے اس کا ضد کرنے سے منع کیا اور جس نے کسی چیز سے منع کیا اس نے اس کا ضد کرنے کا حکم دیا، اس کی تفصیل اپنی جگہ بیان کی گئی ہے۔

لیکن اُمر کا لفظ دونوں قسموں کو شامل ہوتا ہے اور عام لفظ ان دونوں قسموں میں سے کبھی ایک کو کسی اسم سے خاص کر لیتا ہے اور دوسرے نوع کے لئے اسم عام باقی رہتا ہے۔ پس امر کا لفظ عام ہے لیکن لوگوں نے دونوں قسموں میں سے ایک کو نھی کے لفظ سے خاص کر لیا ہے بس جب نھی کا ذکر امر کے ساتھ ہو تو اس وقت دونوں قسموں میں سے ایک ہی مراد ہوگا نہ کہ عموم۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل

فعل اور ترک فعل سے توبہ واستغفار

توبہ واستغفار ان دونوں قسموں سے ہے، آدمی نے حالت جہل میں جو کام کیا ہے یا چھوڑ دیا ہے اس سے توبہ واستغفار کر لے۔ اس کام کو قبیح جانے رسول کے آنے اور حجت قائم ہونے سے پہلے جو فعل یا ترک فعل ہے اس سے توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وما كنا معذّبين حتى نبعث رسولا﴾ (اسراء:۱۵) اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب دینے لگیں۔

اہل کلام اور اہل الرائی میں سے ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ یہ ان واجبات شرعیہ میں ہے جو غیر عقلی ہیں، معتزلہ اور ان کے علاوہ امام ابو حنیفہؒ کے بعض ساتھی اور ان کے علاوہ کچھ لوگ جیسے ابو الخطاب وغیرہ یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے، اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب رسول کے آنے کے بعد ہی دے گا۔

معتزلہ: واصل بن عطاء کے متبعین ہیں جو حسن بصری کا شاگرد تھا، پھر

Www.IslamicBooks.Website

انہوں نے اس کو بعض مسائل میں اختلاف کرنے کی وجہ سے الگ کر دیا، جس کی وجہ سے اس جماعت کو معتزلہ کہا گیا، یہ لوگ صفات کی نفی کرتے ہیں اور قرآن کو مخلوق کہتے ہیں۔[1]

اس کے اندر اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر گناہ کے سزا نہیں دے گا۔ جبریہ اس بات کی مخالفت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر گناہ کے سزا دیگا۔

جبریہ: جھم بن صفوان کے متبعین میں سے ہیں جن کو جھمیۃ کہا جاتا ہے، یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ بندہ مجبور ہے اس کو فعل پر بالکل قدرت نہیں ہے اور فعل کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔[2]

کچھ لوگ جو اہل سنت کی طرف منسوب کیئے جاتے ہیں جیسے اشعری وغیرہ وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر گناہ کے سزا دے گا۔ قاضی ابویعلی وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں بچوں کو بغیر گناہ کے ایسا عذاب دے سکتا ہے جو ختم نہ ہو۔[3]

۱- مقالات الاسلامیین ۱/۲۱۶، والفرق بین الفرق ص ۱۱۴-۱۱۵، الملل والنحل ۲/۳۸

۲- الملل والنحل ۱/۷۲-۷۳، اعتقادات فرق المسلمین ص ۸۹/۹۰، لوامع الانوار ۱/۹۰-۹۱

۳- مقالات الاسلامیین: ۱/ ۲۹۲-۲۹۳

Www.IslamicBooks.Website

اور یہ لوگ ان لوگوں کے قول کو باطل کرنے کے لئے اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ جس نے نہیں کیا ہے اس کے عذاب کو عقل واجب کرتی ہے جب کہ یہ آیت خود ان کے خلاف بھی حجت ہے، کیونکہ وہ بغیر گناہ کے عذاب کو جائز قرار دیتے ہیں، لہٰذا یہ آیت دونوں جماعتوں کے خلاف حجت ہے۔

اسکی مثالیں قرآن کریم میں موجود ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

﴿وما كان ربك مهلك القرى حتى يبعث فى امها رسولاً يتلوا عليهم ايٰتنا﴾ (قصص-۵۹)

تیرا رب کسی ایک بستی کو بھی اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ اس کی کسی بڑی بستی میں اپنا کوئی پیغمبر نہ بھیج دے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنا دے۔

اور یہ قول ہے:

﴿لئلّا يكون للناس على اللّٰه حجة بعد الرسل﴾ (نساء:۱۶۵)

تا کہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر نہ رہ جائے۔

اور یہ قول ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿تکاد تمیّز من الغیظ کلما القی فیھا فوج سألھم خزنتھا الم یاتکم نذیر ٥ قالوا بلیٰ قد جآء نا نذیر فکذبنا و قلنا ما نزّل اللّٰہ من شیءٍ ان انتم الاّ فی ضلٰل کبیر﴾ (ملك:۸-۹)

قریب ہے کہ (ابھی) غصے کے مارے پھٹ جائے جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس ڈرانے والا کوئی نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ بیشک آیا تھا لیکن ہم نے اسے جھٹلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں فرمایا تم بہت بڑی گمراہی میں ہو۔

رسولوں کے آنے سے پہلے جو وہ کام کرتے تھے وہ یقیناً برے اور قبیح تھے لیکن ان کے خلاف حجت رسولوں کے آنے کے بعد ہی قائم کی جاسکتی ہے، یہ جمہور علماء کا قول ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ اعمال منع کرنے کے بعد قبیح مانے جائیں گے، یہ بات ان لوگوں نے کہی ہے جو امر و نہی ہی سے کسی چیز کو اچھا اور برا ثابت کرتے ہیں، جیسے کہ جہم بن صفوان، اشعری اور اہل سنت میں سے جنہوں نے ان کی اتباع کی ہے، اسی طرح اصحاب مالک، شافعی، اور احمد میں سے بعض لوگ جیسے قاضی ابو یعلی، ابو الولید باجی، ابو المعالی جوینی وغیرہ۔

Www.IslamicBooks.Website

سلف وخلف میں سے جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ کے آنے سے پہلے جو انہوں نے شرک اور جاہلیت کے کام کئے ہیں وہ قبیح اور برے اعمال ہیں لیکن وہ عذاب کے مستحق رسول کے آنے کے بعد ہی ہونگے، اسی لئے شرک وظلم وکذب وفواحش کے بارے میں لوگوں کے تین اقوال ہیں۔

۱-ان کی قباحت عقل سے معلوم کی جا سکتی ہے، اس لئے وہ آخرت میں عذاب کے مستحق ہونگے، اگرچہ رسول ان کے پاس نہ آتے ہوں۔ معتزلہ اور ابو حنیفہؒ کے بہت سے ساتھی اور لوگوں کے کہنے کے مطابق خود امام ابو حنیفہؒ نے یہ بات کہی ہے اور ابوالخطاب وغیرہ کا بھی یہی قول ہے۔

۲-ایک قول یہ ہے کہ وہ اعمال نہ اچھے ہیں نہ برے ہیں کیونکہ قبیح عمل وہ ہے جس کے کرنے سے منع کیا گیا ہو، اور اچھا عمل وہ ہے جس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہو، یا جس کے کرنے کی اجازت دی گئی ہو، یہ قول اشعریہ اور تینوں جماعتوں میں سے ان لوگوں کا ہے جنھوں نے ان کی موافقت کی ہے۔

۳-ایک قول یہ ہے کہ رسول کے آنے سے پہلے یہ اعمال برے

Www.IslamicBooks.Website

مانے جائیں گے لیکن وہ سزا کے مستحق رسول کے آنے کے بعد ہی ہونگے ، یہ عام سلف اور اکثر مسلمانوں کا قول ہے، اور کتاب وسنت اسی پر دلالت کرتے ہیں، ان میں اس بات کا بیان ہے کہ رسول کے آنے سے پہلے کفار جس چیز پر ہیں وہ قبیح و مذموم چیز ہے اگر چہ وہ عذاب کے مستحق رسول کے آنے کے بعد ہی ہونگے ، صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت حذیفہؓ نے کہا کہ: اے اللہ کے رسول ہم جاہلیت اور شر میں مبتلا تھے پھر اللہ تعالیٰ ہمارے پاس اس خیر کو لایا تو کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں، کچھ لوگ جہنم کے دروازے پر بلائیں گے اور جوان کی بات مانے گا وہ اس کو جہنم میں پھینک دیں گے[1]

۱- بخاری ۶۔۳۶، ۴۸۔۷، مسلم ۷ ۱۸۴، احمد: ۵/ ۳۸۶

Www.IslamicBooks.Website

فصل

رسول کے آنے سے پہلے کفار کے اعمال کے قبیح ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خبر دینا

اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ رسول کے آنے سے پہلے کفار کے اعمال قبیح ہیں، جیسے کہ اس نے حضرت موسیٰ السلام سے کہا:

﴿اذهب الی فرعون انه طغٰی ○ فقل هل لک إلیٰ ان تزکی ○واهدیک الی ربک فتخشی○﴾ (نازعات ۱۷/۱۹)

تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے سرکشی اختیار کر لی ہے، اس سے کہو کہ کیا تو اپنی درستگی اور اصلاح چاہتا ہے اور یہ کہ میں تجھے تیرے رب کی راہ دکھاؤں تا کہ تو (اس سے) ڈرنے لگے۔

اور فرمایا:

﴿ان فرعون عَلا فی الارض وجعل اهلها شیعا

یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کو گروہ

Www.IslamicBooks.Website

يستضعف طائفة منهم	گروہ بنا رکھا تھا، اور ان میں سے
يذبح ابنآء هم ويستحي	ایک فرقہ کو کمزور کر رکھا تھا اور ان
نساء هم إنه كان من	کے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان
المفسدين ٥ ونريد أن	کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا،
نمن على الذين	بے شک وشبہ وہ تھا ہی مفسدوں
أستضعفوا في الارض	میں سے، پھر ہماری چاہت ہوئی
ونجعلهم ائمة ونجعلهم	کہ ہم ان پر کرم فرمائیں جنہیں
الوارثين ٥ ونمكن لهم في	زمین میں بے حد کمزور کر دیا گیا تھا
الارض﴾ (القصص ٤ ـ ٦)	اور ہم انہیں کو پیشوا اور (زمین) کا

وارث بنائیں، اور یہ بھی کہ ہم انہیں زمین میں قدرت واختیار دیں۔

یہ خبر موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے کا ہے۔ اسی طرح ان کے بچپن میں فرعون کی حالت کا بیان ہے وہ سرکش ومفسد تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولقد مننا عليك مرة	ہم نے تو تجھ پر ایک بار اور بھی بڑا
اخرى ٥ إذ اوحينا إلى	احسان کیا ہے جب کہ ہم نے تیری
امك ما يوحى ٥ أن	ماں کو وہ الہام کیا جس کا ذکر اب کیا
اقذفيه في التابوت	جا رہا ہے کہ تو اسے صندوق میں بند

Www.IslamicBooks.Website

فاقذفیه فی الیم فلیلقه الیم بالساحل یاخذه عدولی وعدوله ﴾ (طہٰ:۳۹/۳۷)

کر کے دریا میں چھوڑ دے، پس دریا اسے کنارے لا ڈالے گا اور میرا اور خود اس کا دشمن اسے لے لے گا۔

یہاں دشمن سے مراد فرعون ہے، وہ اس وقت اللہ کا دشمن تھا جب موسیٰ علیہ السلام نبی نہیں بنائے گئے تھے۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل

اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو یہ حکم دینا کہ انہوں نے جو کیا ہے اس پر توبہ کریں

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ انہوں نے جو عمل کیا ہے اس پر توبہ واستغفار کریں، پس اگر وہ مباح کی طرح ہوتا جس کے دونوں کنارے برابر ہوتے اور معفوعنہ سمجھا جاتا، یا بچوں اور پاگلوں کے فعل کی طرح ہوتا تو استغفار وتوبہ کا حکم نہ دیا جاتا، لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ برے اعمال ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس پر سزا حجت قائم کرنے کے بعد ہی دے گا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الر، کتب احکمت ایٰته ثم فصلت من لدن حکیم خبیر ○ الا تعبدوا إلا اللّٰه إننی لکم منه نذیر وبشیر ○ وأن استغفروا

الر، یہ ایک کتاب ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں، پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے، یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت

Www.IslamicBooks.Website

﴿ربکم ثم توبوا إليه یمتعکم متعاعاً حسنا إلى اجل مسمی ویوت کل ذی فضل فضله وإن تولوا فإنی اخاف علیکم عذاب یوم کبیر ٥﴾ (هود: ١-٣)

کرو، میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں، اور یہ کہ تم لوگ اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ، پھر اسی کی طرف متوجہ رہو، وہ تم کو وقت مقرر تک اچھا سامان (زندگی) دے گا، اور ہر زیادہ عمل کرنے والوں کو زیادہ ثواب دیگا، اور اگر تم لوگ اعتراض کرتے رہے تو مجھ کو تمھارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الیَّ انما الٰهکم إله واحد فاستقیموا إلیه واستغفروه وویل للمشرکین ٥ الذین لا یؤتون الزکوٰة﴾ (حم سجده: ٧/٦)

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی انسان ہوں مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک اللہ ہی ہے، سو تم اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس سے گناہوں کی معافی چاہو اور ان مشرکوں کے لئے (بڑی ہی) خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے۔

اور فرمایا:

﴿انا ارسلنا نوحا إلی قومه أن انذر قومک من قبل أن یاتیهم عذاب الیم ٥ قال یا قوم انی لکم نذیر مبین٥ أن اعبدوا اللّٰه واتقوه واطیعون٥ یغفر لکم من ذنوبکم﴾ (نوح: ١-٤)

یقیناً ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو ڈرا دو (اور خبر دار کر دو) اس سے پہلے کہ ان کے پاس دردناک عذاب آجائے (نوح علیہ السلام نے) کہا اے میری قوم! میں تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو، تو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ڈرانے سے پہلے ان کے اعمال گناہ تھے۔

اسی طرح اللہ نے حضرت ھود علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وإلی عاد اخاهم هودا قال یٰقوم اعبدوا اللّٰه ما لکم من إله غیره إن انتم إلا مفترون ٥ یٰقوم لا

اور قوم عاد کی طرف سے ان کے بھائی ھود کو ہم نے بھیجا، اس نے کہا اے میری قوم والو! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود

Www.IslamicBooks.Website

اسئلکم علیہ اجرا إن اجری إلا علی الذین فطرنی افلا تعقلون ٥ ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا إلیہ ﴾ (ھود: ۵۰-۵۲)

نہیں، تم تو صرف بہتان باندھ رہے ہو، اے میری قوم! میں تم سے اس کی اجرت نہیں مانگتا، میرا اجر اسی کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے تو کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے، اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے پالنے والے سے اپنی تقصیروں کی معافی طلب کرو اور اس کی جناب میں توبہ کرو۔

پہلے خطاب میں انہوں نے یہ بتایا ہے کہ وہ لوگ صرف بہتان باندھ رہے ہیں۔ اسی طرح ایک دوسری آیت میں انہوں نے ان لوگوں سے کہا:

﴿اتجادلوننی فی اسمآء سمیتموھا انتم واٰباؤکم ما نزل اللّٰہ بھا من سلطٰن فانتظروا إنی معکم من المنتظرین ٥﴾ (الاعراف: ۷۱)

کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے باب میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے ٹھہرالیا ہے، ان کے معبود ہونے کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں بھیجی، سو تم منتظر رہو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کررہا ہوں۔

اسی طرح صالح علیہ السلام نے کہا:

Www.IslamicBooks.Website

﴿يقوم اعبدوا الله مالكم من الٰه غيره هو انشاكم من الارض واستعمركم فيها فاستغفروه ثم توبوا إليه إن ربي قريب مجيب ٥﴾ (هود:٦١)

اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے اور اسی نے اس زمین میں تمہیں بسایا ہے، پس تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو، بیشک میرا رب قریب اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

اسی طرح لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿اتاتون الفٰحشة ما سبقكم بها من احد من العالمين ٥﴾ (الاعراف: ٨٠)

تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی دنیا جہاں والوں میں سے نہیں کیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل ان کے نزدیک حضرت لوط علیہ السلام کے منع کرنے سے پہلے فحش سمجھا جاتا تھا اور یہ بات ان لوگوں کے قول کے خلاف ہے جو یہ کہتے ہیں کہ وہ فحش وقبیح اس وقت ہوا جب انہوں نے اس سے منع کیا، اسی لئے حضرت لوط علیہ السلام نے ان سے کہا:

﴿ائنكم لتاتون الرجال

کیا تم مردوں کے پاس بدفعلی کے

Www.IslamicBooks.Website

وتقطعون السبیل لئے آتے ہو اور راستے بند کرتے
وتاتون فی نادیکم ہو اور اپنی عام مجلسوں میں بے
المنکر﴾ (عنکبوت:۲۹) حیائیوں کا کام کرتے ہو۔

یہاں ان لوگوں کو خطاب کیا گیا جو اس برائی کو جانتے تھے جو وہ کرتے تھے لیکن ان کو عذاب سے ڈرایا۔

اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا:

﴿اوفوا المکیال والمیزان ناپ تول انصاف کے ساتھ
بالقسط ولا تبخسوا الناس پوری پوری کرو، لوگوں کو ان کی
اشیاء ھم ولا تعثوا فی الارض چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد
مفسدین o﴾ (ھود:۸۵) اور خرابی نہ مچاؤ۔

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ منع کرنے سے پہلے وہ لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے دیتے تھے اور زمین میں فساد اور خرابی مچاتے تھے، یہ مجبرہ کے قول کے خلاف ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ان کا ظلم اس وقت برا ہوا جب انہوں نے ان کو منع کیا اور منع کرنے سے پہلے وہ کھانے پینے اور سارے افعال کی طرح تھا، وہ اسی طرح شرک و ظلم وفواحش اور سارے افعال کے بارے میں کہتے ہیں جن سے رسولوں نے منع کیا۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا:

﴿واذکر فی الکتاب ابراھیم انه کان صدیقا نبیاo إذ قال لابیه یابت لِمَ تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاo﴾ (مریم: ۴۱-۴۲)

اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کر، بیشک وہ بڑی سچائی والے پیغمبر تھے، جب کہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں جو نہ سنیں نہ دیکھیں نہ آپ کو کچھ فائدہ پہنچا سکیں، یہاں انہوں نے منع کرنے سے پہلے ان کے فعل پر زجر و توبیخ کی۔

ایک جگہ ہے:

﴿وإبراھیم اذ قال لقومه اعبدوا اللّٰه واتقوه ذٰلکم خیر لکم إن کنتم تعلمون o إنما تعبدون من دونِ اللّٰه اوثانا وتخلقون إفکا﴾ (عنکبوت: ۱۶-۱۷)

اور ابراہیم (علیہ السلام) نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو اگر تم میں دانائی ہے تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے، تم تو اللہ کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ کر رہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے ہو۔

Www.IslamicBooks.Website

یہاں انہوں نے منع کرنے سے پہلے یہ بتایا کہ وہ جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے تھے۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿ماذا تعبدون ○ ائفکاً الٰهة دون اللّٰه تریدون ○ فما ظنکم برب العلمین ○﴾ (الصافات: ۸۵-۸۷)

تم کیا پوج رہے ہو؟ کیا تم اللہ کے سوا گھڑے ہوئے معبود چاہتے ہو؟ تو تم یہ بتاؤ کہ تم نے رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے۔

اس قول تک:

﴿اتعبدون ما تنحتون ○ واللّٰه خلقکم وما تعملون ○﴾ (الصافات: ۹۵-۹۶)

کیا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں (خود) تم تراشتے ہو حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔

یہ تمام باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منع کرنے اور ان کے عمل کا انکار کرنے سے پہلے ان کے اعمال برے تھے، اسی لئے انہوں نے استفہام انکار استعمال کیا۔

اور کہا:

Www.IslamicBooks.Website

﴿اتعبدون ما تنحتون ○ والله خلقكم وما تعملون ○﴾ (الصافات: ۹۵-۹۶)

کیا تم انہیں پوجتے ہو جنہیں (خود) تم تراشتے ہو حالانکہ تمہیں اور تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔

یعنی تمہاری بنائی ہوئی چیزوں کو بھی اللہ ہی نے پیدا کیا ہے پھر تمہارے لئے کیسے جائز ہے کہ تم اس چیز کی عبادت کرو جس کو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو اور ان کو رب العالمین کہو۔

پس اگر توحید بذات خود اچھی چیز نہ ہوتی اور شرک بذات خود بری چیز نہ ہوتی جو کہ عقل سے معلوم کی جا سکتی ہے تو ان کو اس طرح مخاطب نہ کرتے کیونکہ انہوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا تھا جس پر مذمت کی جاتی بلکہ ان کا فعل ان کے کھانے پینے کی طرح تھا اور وہ قبیح نہی کی وجہ سے ہوا نہ کہ بذات خود قبیح تھا، جیسا کہ مجبرہ کہتے ہیں، اس کے علاوہ بھی قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ ان کا عمل قبیح ہے اور اس پر عقلی دلائل دئے گئے ہیں اور مثالیں بیان کی گئی ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿قل لمن الارض ومن فيها إن كنتم تعلمون٥سيقولون لله قل افلا تذكرون٥﴾ (المؤمنون: ۸۴-۸۵) پوچھئے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں بتلاؤ اگر جانتے ہو فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی، کہہ دیجئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے۔

ایک جگہ ہے:

﴿أفلا تتقون ٥﴾ (المؤمنون: ۸۷) پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔

ایک جگہ ہے:

﴿فأنى تسحرون ٥﴾ (المؤمنون: ۸۹) پھر تم کدھر سے جادو کر دئے جاتے ہو۔

پس ان کا یہ اعتراف کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے ان کے اوپر اس چیز کو واجب کرتا ہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت سے رک جائیں اور غیر اللہ کی عبادت قبیح و مذموم چیز ہے، لیکن یہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ شرک یہ ہے کہ دوسرے کو خالق مانا جائے جب کہ یہ گمان باطل ہے بلکہ شرک تو یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کی جائے اگر چہ مشرک اس بات کا اعتراف کرے کہ وہ مخلوق ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اس طرح کی بہت سی مثالیں قرآن کریم میں ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿امن خلق السمٰوٰت والارض وانزل لکم من السمآء ماء فانبتنا به حدآئق ذات بهجة ما کان لکم أن تنبتوا شجرها ء اِلٰه مع اللّٰه بل هم قوم یعدلون ۝ امن جعل الارض قرارا وجعل خلٰلها انهٰرا وجعل لها روٰسی وجعل بین البحرین حاجزا ء اِلٰه مع اللّٰه﴾ (نمل: ٦٠-٦١)

بھلا بتاؤ تو کہ آسمانوں کو زمین کو کس نے پیدا کیا، کس نے آسمان سے بارش برسائی، پھر اس سے ہرے بھرے بارونق باغات اگا دئے، ان باغوں کے درختوں کو تم ہرگز نہیں اگا سکتے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے، بلکہ یہ لوگ ہٹ جاتے ہیں (سیدھی راہ سے) کیا وہ جس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے درمیان نہریں جاری کردیں، اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو سمندروں کے درمیان روک بنادی کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے۔

یہاں پر جملہ میں اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے، درحقیقت اس کے ذریعہ وہ ان کے اس عمل کا انکار کرتا

Www.IslamicBooks.Website

ہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کریں اور ان کو معبود بنائیں، جب کہ ایک طرف وہ اللہ ہی کو ان تمام چیزوں کا تنہا خالق مانتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ استفہام کا جواب بھی ہے۔ یعنی اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود ماننا غلط ہے، اور یہ لوگ اللہ کے ساتھ دوسرے لوگوں کو معبود مانتے ہیں اور اس کی گواہی دیتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں کہتے ہیں کہ ان معبودوں نے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے، وہ اس بات کا اقرار تو کرتے ہیں کہ ان معبودوں نے کچھ نہیں کیا ہے لیکن اس بات کا اقرار نہیں کرتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ائنكم لتشهدون ان مع اللّٰه الٰهة اخرى قل لا اشهد قل انما هو الٰه واحد وإنني برى مما تشركون ٥﴾ (الأنعام : ١٩)

کیا تم سچ مچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا آپ فرما دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

اور ایک جگہ ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿واذا جاءك الذين يؤمنون بايٰتنا فقل سلٰم عليكم كتب ربكم علىٰ نفسه الرحمة انه من عمل منكم سوء ا بجهٰلة ثم تاب من بعده واصلح فأنه غفور رحيم٥﴾ (الأنعام: ٥٤)

اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو (یوں) کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے، تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح رکھے تو اللہ (کی یہ شان ہے کہ وہ) بڑی مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

اور ایک جگہ ہے:

﴿إنما التوبة على الله للذين يعلمون السوء بجهٰلة ثم يتوبون من قريب فاولئك يتوب اللّٰه عليهم﴾ (النساء: ١٧)

اللہ تعالیٰ صرف انہیں لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو بوجہ نادانی کوئی برائی کر گذریں، پھر جلد اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی توبہ قبول کرتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿ثم إن ربک للذین عملوا السوء بجھٰلۃ ثم تابوا من بعد ذٰلک واصلحوا إن ربک من بعدھا لغفور رحیم ٥﴾ (النحل:١١٩)

جو کوئی جہالت سے برے عمل کرے پھر توبہ کر لے اور اصلاح بھی کر لے تو پھر آپ کا رب بلا شک وشبہ بڑی بخشش کرنے والا ہے اور نہایت ہی مہربان ہے۔

صحابہ وتابعین کا کہنا ہے کہ ہر نافرمان جاہل ہے۔ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ میں نے اصحاب محمد ﷺ سے اس آیت کریمہ: ﴿إنما التوبة علی اللّٰہ للذین یعلمون السوء بجھٰلۃ ثم یتوبون من قریب﴾ (النساء:١٧) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جس نے بھی اللہ کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے اور جس نے موت سے پہلے توبہ کیا وہ جلد اس سے باز آ گیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اصحاب محمد ﷺ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس نے بھی اپنے رب کی نافرمانی کی وہ جہالت میں ہے خواہ قصداً کرے یا غیر قصداً کرے۔ اور جس نے بھی اللہ کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے اسی طرح تابعین کا بھی قول ہے۔[1]

اس کی تفصیل دوسری جگہ بیان کی گئی ہے۔ یہ قول ان لوگوں کو بھی

۱- تفسیر طبری ۳/ ٦٤٠ - ٦٤٢، وتفسیر بغوی ۱/ ٤٠٧، وتفسیر ابن کثیر ۱/ ٤٦٣

Www.IslamicBooks.Website

شامل ہے جن کو تحریم کا علم ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ برا عامل ہے اگر چہ اس نے اس واضح خطاب کو نہیں سنا ہے جس میں اس عمل سے منع کیا گیا ہے اور اس کو اس سے توبہ کرنا چاہئے تا کہ اللہ اسے بخش دے اور اس پر رحم کرے اگر چہ وہ عذاب کا مستحق خطاب کے پہنچنے اور حجت قائم ہونے کے بعد ہی ہوگا۔

اور جب توبہ واستغفار واجبات کو چھوڑ دینے سے ہے اور اس چیز سے بھی ہے جس کے بارے میں یہ نہ جانا جائے کہ وہ گناہ ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ توبہ واستغفار میں بہت ساری چیزیں داخل ہیں۔ جب توبہ واستغفار کا ذکر کیا جاتا ہے تو بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ توبہ و استغفار صرف ان برے اعمال سے کیا جائے جو آدمی نے کیا ہو اور جو عرف عام میں برا سمجھا جاتا ہو جیسے زنا اور ظلم وغیرہ۔ لیکن اگر آدمی کسی چیز کو دین بنالیتا ہے تو وہ اس گناہ کو نہیں سمجھتا، الا یہ کہ کوئی شخص یہ جانتا ہو کہ وہ باطل ہے جیسے کہ مشرکین کا دین ہے اور ان اہل کتاب کا دین ہے جنہوں نے دین کو بدل ڈالا، اس پر توبہ واستغفار بہت ضروری ہے یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں، اسی طرح بدعتی حضرات ہیں۔ اسی لئے سلف وصالحین کی ایک جماعت نے جن میں سفیان ثوری بھی

Www.IslamicBooks.Website

ہیں یہ کہا ہے کہ بدعت ابلیس کو معصیت سے زیادہ پسند ہے، اس لئے کہ معصیت سے توبہ کیا جاتا ہے اور بدعت سے توبہ نہیں کیا جاتا۔[۱]

ایک جماعت نے جو یہ بات کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پر توبہ روک لیا ہے۔ اس کا معنی یہی ہے یعنی وہ اس سے توبہ نہیں کرتا اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ ہدایت پر ہے اور اگر وہ توبہ کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا جیسے کہ کافر کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور جس نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ بدعتی کی توبہ مطلقاً قبول نہیں کرے گا اس کا قول بالکل غلط ہے (ایک مرفوع حدیث آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ روک لیا ہے اور ایک روایت میں حجب کا لفظ ہے یعنی اس سے توبہ کو پوشیدہ کر دیا ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ یہاں تک کہ وہ اپنی بدعت چھوڑ دے۔[۲]

۱- اس کو اللالکائی فی اصول الاعتقاد (۲۳۸) ۱/۲ ۱۳ میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں یحییٰ بن یمان عجلی صدوق اور عابد راوی ہیں، وہ بہت غلطیاں کرتے تھے۔
ملاحظہ ہو: التقریب ۲/۶۱ ۳ اور الکاشف ۳/۲۳۹

۲- اس کو طبرانی نے الاوسط میں جیسا کہ مجموعہ الزوائد میں ہے ۱۰/۱۸۹ اور ابن وضاح نے البدع والنھی عنھا ص ۵۵ میں اور ابو یعلی اور بیہقی نے شعب الایمان ۵/۴۴۹، ۷/۵۹-۶۰ میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ ملاحظہ ہو ہماری تخریج سنن ابن ماجہ رقم ۵۰۔

Www.IslamicBooks.Website

اور جس نے یہ کہا ہے کہ بدعتی کو اللہ تعالیٰ توبہ کی اجازت نہیں دیتا ہے (یہ قول عطاء خراسانی کا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ بدعت کرتا ہے وہ اس کو اچھا سمجھتا ہے اور اس سے توبہ نہیں کرتا لیکن جب اللہ تعالیٰ اس کو یہ دکھا دیتا ہے کہ وہ قبیح عمل ہے تو وہ اس سے توبہ کرتا ہے جیسے کافر جب یہ سمجھ جاتا ہے کہ وہ گمراہی پر ہے تو توبہ کرتا ہے، چنانچہ بہت سے لوگ جو بدعت میں مبتلا تھے جب اس پر ان کی گمراہی ظاہر ہوئی تو انہوں نے توبہ قبول کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی، ایسے لوگوں کی تعداد بے شمار ہے، مثلاً خوارج سے جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مناظرہ کیا تو ان میں سے تقریباً آدھے لوگ لوٹ آئے اور انہوں نے توبہ کیا اور ان میں سے کچھ لوگوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز وغیرہ کے ہاتھ پر توبہ کیا اور ان میں سے کچھ لوگوں نے علم سننے کے بعد توبہ کرلیا۔ (خوارج میں سب سے پہلے جو لوگ حضرت علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کے لئے نکلے وہ، وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ صفین میں تھے ان میں سب سے زیادہ متشدد اشعث بن قیس، مسقر بن فدکی تمیمی اور یزید بن حصن طائی تھے، خوراج کے بڑے فرقے چھ ہیں۔ محکمۃ، فالأزارقۃ، النجدات،

Www.IslamicBooks.Website

البیهسیۃ ، العجاردۃ ، الثعالبۃ ، یہ سب حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے اپنی برأت ظاہر کرتے ہیں اور اس کو ہر عبادت سے مقدم سمجھتے ہیں اور اسی بنیاد پر آپس میں نکاح کرنا صحیح سمجھتے ہیں، وہ لوگ گناہ کبیرہ کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں اور اگر امام سنت کی مخالفت کرے تو اس کے خلاف نکلنا اور جنگ کرنا واجب سمجھتے ہیں۔)[1]

اس طرح کے بہت سے لوگ ہیں، خود اہل قبلہ میں سے بہت سے لوگ ہیں جو بعض ایسے کام کرتے ہیں جن کو برا نہیں جانتے اور وہ کام ان کے علاوہ لوگوں میں عام ہوتا ہے، اسی طرح سے انسان بہت سے واجبات کو چھوڑ دیتا ہے اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ وہ واجب ہیں پھر جب اس کو یہ علم ہوتا ہے کہ وہ چیزیں جس کو اس نے چھوڑ دیا ہے مثلاً توحید اور ایمان وغیرہ اس پر واجب تھیں تو وہ توبہ واستغفار کرتا ہے اور حقوق اللہ میں جو اس سے کوتاہیاں ہوئی ہیں اس پر معافی مانگتا ہے، اسی طرح ان گناہوں سے توبہ کرتا ہے جو اس نے کیا ہے اگرچہ اس نے ان واجبات کو رسالت کے آنے سے پہلے چھوڑا تھا یا ان گناہوں کو رسالت

۱- ملاحظہ ہو: ملل ونحل ۱/۱۰۶، ۱۰۷، اور اعتقاد فرق المسلمین ص ۵۰ اور لوامع الانوار ۱/۸۶

Www.IslamicBooks.Website

کے آنے سے پہلے کیا تھا البتہ رسالت کے آنے کے بعد واجبات کو چھوڑنے اور گناہوں کو کرنے پر وہ سزا کا مستحق ہوگا اور اس نے جو برا عمل پہلے کیا ہے اس کو بہر حال مذموم وقبیح سمجھا جائے گا اور جو اس نے حسنات چھوڑ دیئے ہیں اس کو بہر حال اس کا مذموم عمل کہا جائے گا اس کو اس پر توبہ کرنا چاہئے جیسے کہ اس کا بیان آگے گذر چکا ہے ہم نے دو اقوال بھی نقل کئے ہیں جن میں سے ایک اقوال کے مطابق ذم وعقاب نہیں ہے اور ایک قول کے مطابق ذم وعقاب ہے۔

پس اگر یہ کہا جائے کہ اگر اس پر اس کو سزا نہیں ملے گی تو پھر قبیح ہونے کا کوئی معنی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے اندر دو معنی ہیں ایک یہ کہ وہ عقاب کا سبب ہے لیکن وہ شرط پر موقوف ہے اور وہ شرط حجت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وكنتم علىٰ شفا حفرة من النار فأنقذكم منها﴾ (آل عمران: ۱۰۳) اور تم آگ کے گڑھے کے پاس پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا۔

پس اگر اللہ تعالیٰ انہیں نہ بچاتا تو وہ جہنم میں گر جاتے جو شخص کنارے کھڑا ہوا اس کا ہلاک ہونا اس کے گرنے پر موقوف ہے لیکن اگر

Www.IslamicBooks.Website

وہ دور ہٹ گیا تو وہ ہلاکت سے بچ گیا لہٰذا رسالت سے پہلے برے اعمال کرنے والے ہلاکت وعذاب کے قریب پہنچ گئے تھے۔

دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ مذموم ومنقوص اور معیوب ہیں اور ان کا درجہ یقیناً کمتر ہے اگر چہ انہیں سزا نہ ملے لیکن جس کرامت وثواب کے مستحق وہ لوگ ہیں جو ان برے اعمال سے محفوظ ہیں وہ انہیں حاصل نہیں ایسے لوگوں کے لئے خیر سے محرومی ہی ایک قسم کی سزا ہے۔

یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جس نے کسی مستحب چیز کو چھوڑ دیا ہے اس سے اس کا خیر فوت ہوجاتا ہے پس خیر کے فوت ہونے اور اچھے اعمال کے کم ہونے سے جو فرق ہوتا ہے وہی اس شخص پر صادق آتا ہے جس کو اس کے گناہ پر سزا نہیں ملی۔

اور جن لوگوں کے پاس دنیا میں رسول نہیں آئے ہیں ان کے بارے میں بعض روایات میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے پاس رسول بھیجے گا اس کی تفصیل بعض جگہوں پر بیان کی گئی ہے۔[۱]

کیا عقاب کے بغیر وجوب وتحریم کا حاصل ہونا ممکن ہے اس کے

۱-: الاعتقاد للبیہقی ص ۱۶۹-۱۷۰، اس سلسلہ میں ایک ضعیف حدیث روایت کی گئی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے اور دو قول ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اس کا حاصل ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر سزا نہیں دی گئی تو وہ مباح کی طرح ہو جائے گا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا حاصل ہونا ممکن ہے اور چھوڑنے پر مذمت قطعی طور پر کی جا سکتی ہے اگر چہ سزا نہ دی جائے۔

صحیح بات یہ ہے کہ سزا کی دو قسمیں ہیں ایک تکلیف دینا اسے کثرت حسنات سے ساقط کیا جا سکتا ہے اور دوسرا درجات میں کمی کرنا اور اس چیز سے محروم کر دینا جس کا وہ مستحق تھا، سزا کی یہ دوسری قسم اس وقت دی جاتی ہے جب پہلی قسم حاصل نہ ہو، اللہ تعالیٰ گناہ گار کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے جیسے کہ اس نے فرمایا:

﴿إن تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم وندخلكم مدخلا كريما ۝﴾ (النساء: ٣١)

اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور کر دیں گے اور عزت و بزرگی کی جگہ داخل کریں گے۔

ان گناہوں کو وہ کبھی مصائب دے کر معاف کر دیتا ہے اور پھر اس کا

Www.IslamicBooks.Website

وہی درجہ ہو جاتا ہے جیسے کہ پہلے تھا اور اس کا درجہ بلند بھی ہو سکتا ہے اور کبھی اطاعت کرنے کی وجہ سے معاف کر دیتا ہے۔

اور جو شخص یہ برائیاں نہیں کرتا اس کا درجہ اعلیٰ و افضل ہوتا ہے، اس کے مقابلے میں برائیاں کرنے والے کی نیکیاں ساقط ہو جاتی ہیں پس جو شخص یہ چاہے کہ خسارہ نہ اٹھائے اسے توبہ کرنا چاہیئے، اسی طرح جو مستحبات کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے اسے بھی توبہ کرنا چاہیئے تاکہ اس پر اس کو اجر مل سکے پس توبہ ان تمام لوگوں کے لئے ہے۔

اور نیکیوں پر توبہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں۔

ایک یہ کہ ان میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں اس کے لئے توبہ و استغفار کرے۔

دوسرے یہ کہ جن کو وہ نیکیاں سمجھتا تھا حالانکہ وہ نیکیاں نہیں تھیں اس سے توبہ کرے جیسے کہ بدعتیوں کی حالت ہے۔

تیسرے یہ کہ اگر نیکیاں کرنے پر اس کے اندر خود پسندی، خود بینی اور کبر جیسی برائی پیدا ہو گئی ہے اور وہ یہ سمجھنے لگا ہے کہ اس نے وہ عمل اپنی قوت سے کیا ہے اور اللہ کے فضل و احسانات اور توفیق کو بھول جائے تو اس مذموم فعل سے توبہ کرے۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی لئے کہا گیا ہے کہ عامل کے لئے بڑی لمبی عبادت وریاضت کرنے سے ضروری ان چیزوں سے اپنے عمل کو بچانا ہے جو اسے فاسد کردیں، لہٰذا آدمی کوتوبہ کی ہمیشہ ضرورت ہے، اسی لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ توبہ ایک ایسی چیز ہے جو بندے کے ساتھ شروع سے آخر عمر تک رہنا چاہئے اور ساری مخلوقات کے لئے توبہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وحملها الانسان إنه كان ظلوما جهولا ٥ ليعذب الله المنفقين والمنفقت والمشركين والمشركت ويتوب الله على المؤمنين والمؤمنت وكان الله غفورا رحيما ٥﴾ (الأحزاب: ۷۲-۷۳)

اور انسان نے اسے اٹھالیا وہ بڑا ہی ظالم اور جاہل ہے (یہ اس لئے) کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں وعورتوں اور مشرک مردوں وعورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے، اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔

پس ہر مومن کی غایت توبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے افضل نبی اور انبیاء کے بعد سب سے بہتر لوگوں سے فرمایا اور وہ سابقین اولین مہاجرین وانصار ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿لقد تاب الله علی النبی والمهٰجرین والانصار الذین اتبعوه فی ساعة العسرة من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منهم ثم تاب علیهم إنه بهم رءوفٌ رحیمo﴾ (التوبة : ۱۱۷)

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی اور مہاجرین و انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا، اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق اور مہربان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے جس حصے کو آخر میں اتارا اس میں یہ سورت بھی ہے:

﴿إذا جآء نصر اللّٰه والفتح o ورأیت الناس یدخلون فی دین اللّٰه افواجاo فسبح بحمد ربک واستغفره إنه کان توّاباo﴾ (سورة النصر)

جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے اور تو لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لے تو اپنے رب کی تسبیح کرنے لگ حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت کی دعا مانگ، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

صحیح بخاری و مسلم میں یہ حدیث آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع سجدہ میں یہ دعا پڑھتے تھے:

"سبحانک اللھم وبحمدک، اللھم اغفرلی یتأوّل القرآن"	اے اللہ تو پاک ہے اور تعریف تیرے ہی لئے ہے تو مجھے معاف کردے، آپ قرآن کی تاویل کرتے۔ (یعنی قرآن

کریم نے آپ کو جو استغفار کو حکم دیا ہے اس پر عمل کرتے) [1]

صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات سے پہلے یہ دعا کثرت سے پڑھتے تھے "سبحانک اللھم وبحمدک، استغفرک واتوب الیک" میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول میں دیکھتی ہوں کہ آپ یہ دعا "سبحانک اللھم وبحمدک، استغفرک واتوب الیک" کثرت سے پڑھتے ہیں، آپ نے فرمایا: مجھے میرے رب نے یہ بتایا ہے کہ میں اپنی امت میں ایک علامت دیکھوں گا پس جب میں اس علامت کو دیکھوں تو کثرت سے یہ دعا پڑھوں "سبحانک اللھم وبحمدک، استغفرک واتوب الیک" چنانچہ میں نے وہ علامت دیکھ لی وہ

۱- بخاری ۷۹۴، ۸۱۷، ۴۲۹۳، مسلم ۴۸۴۔

Www.IslamicBooks.Website

یہ ہے ﴿إذا جاء نصر اللّٰه والفتح o﴾ (یعنی فتح مکہ) ﴿ورأيت الناس يدخلون في دين اللّٰه افواجا o فسبح بحمد ربك واستغفره إنه كان توابا o﴾ (النصر: ۱-۳) [۱]

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس حالت میں اپنی تسبیح بیان کرنے اور توبہ و استغفار کرنے کا حکم دیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بقیہ حالتوں میں یہ مشروع نہیں ہے یا دوسروں کو اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ یہ حالت توبہ کے حکم دینے کا ایک سبب ہے۔ اور دوسری جگہوں میں بھی اس کا حکم دیا گیا ہے جیسے کہ آدمی کو نعمت ملنے پر خاص طور سے اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ ہر حال میں شکر گذار بننے کا حکم ہے۔ اسی طرح آدمی جب گناہ کرتا ہے تو اس سے توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ اسے بقیہ حالتوں میں بھی توبہ کرنے کا حکم ہے۔ اس حال میں توبہ کرنے کا حکم آپ کو اس لئے دیا گیا ہے تاکہ آپ کے اعمال کا خاتمہ توبہ پر ہو۔ اور جب آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے تو بقیہ لوگوں کو تو اس کی آپ ؐ سے زیادہ ضرورت ہے اور بندے کو کبھی اس حالت کے علاوہ دوسری حالتوں میں توبہ کی ضرورت پڑتی ہے، پس بندہ کو توبہ و استغفار کی مطلقاً ضرورت

۱- مسلم ۴۸۴، تفسیر طبری ۳۰/ ۳۳۲، ۳۳۳، صحیح ابن حبان ۶۴۱۱، تفسیر بغوی ۴/ ۵۴۲

Www.IslamicBooks.Website

ہے، حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ "استغفر الله" کہتے تھے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿والمستغفرين بالاسحار ٥﴾(آل عمران:١٧) اور پچھلی رات کو بخشش مانگنے والے ہیں۔

یعنی رات بھر وہ نماز پڑھتے ہیں پھر سحر کے وقت بیٹھ کر استغفار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ مزمل کو جس میں رات میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے اس آیت پر ختم کیا ہے۔

﴿واستغفروا الله إن الله غفور رحيم﴾(المزمل:٢٠) اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر کو اس قول پر ختم کیا ہے۔

﴿هو اهل التقوىٰ واهل المغفرة ٥﴾(المدثر:٥٦) وہ اسی لائق ہے کہ اس سے ڈریں اور اس لائق بھی کہ وہ بخشے۔

یہاں اللہ نے ﴿أهل التقوىٰ﴾ کہا ہے اور "اهل للتقوى" نہیں

۱- مسلم ۵۹۱، نسائی ۳/۶۸، ترمذی ۳۰۰، ابوداؤد ۱۵۱۳

Www.IslamicBooks.Website

کہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہی تنہا اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اسی کی عبادت کی جائے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا اس لائق نہیں کہ اس سے ڈرا جائے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا:

﴿وله ما فی السمٰوٰت والارض وله الدین واصباً افغیر اللّٰه تتقون ٥﴾ (النحل: ۵۲)

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے اور اسی کی عبادت لازم ہے کیا پھر تم اس کے سوا اوروں سے ڈرتے ہو۔

اور فرمایا:

﴿ومن یطع اللّٰه ورسولهٗ ویخش اللّٰه ویتقه فأولٰئک هم الفآئزون ٥﴾ (النور: ۵۲)

اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں، خوف الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں وہی نجات پانے والے ہیں۔

وہی گناہوں کو معاف کرنے والا ہے، اس کے علاوہ کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔ جیسے کہ فرمایا:

﴿ومن یغفر الذنوب إلا اللّٰه﴾ (آل عمران: ۱۳۵)

اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

کئی حدیثوں میں ہے کہ نبی ﷺ یہ کہتے تھے:

" انــــہ لا یــغــفــر الــذنــوب الا انــت"	اے اللہ تیرے علاوہ کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں۔

(جیسے کہ حدیث سید الاستغفار میں ہے جس کو بخاری، نسائی، احمد اور ابن حبان وغیرہ نے روایت کیا ہے)

پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اس لائق ہے کہ وہ بخشے۔

اللہ تعالیٰ نے توحید و استغفار کو کئی جگہوں پر اکٹھا کر دیا ہے۔ جیسے کہ اس نے فرمایا:

﴿فــاعــلــم أنــه لا الــه إلا الــلــه واســتــغــفــر لــذنبــک ولــلــمــؤمــنــیــن والمؤمنٰت٥﴾ (محمد:۱۹)	سو (اے نبیؐ) آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔

پس مؤمن اس چیز پر استغفار کرتے ہیں جو ان سے اسلام سے پہلے توحید و عبادت وغیرہ اچھے اعمال چھوٹ گئے ہیں اگر چہ اس کو لے کر

Www.IslamicBooks.Website

ان کے پاس اس وقت رسول نہیں آئے تھے جیسے کہ اس کا بیان گذر چکا ہے، اور رسول اللہ ﷺ اس چیز پر استغفار کرتے ہیں جو چیزیں ان سے چھوٹ گئی ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ما کنت تدری ما الکتٰب ولا الایمٰن﴾ (الشوریٰ:۵۲)

آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے۔

اگر چہ اس پر سزا نہیں ہے اور مؤمن پر جب یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے اپنے رشتے دار یا کسی اور کے حق کو ضائع کر دیا ہے تو وہ اللہ سے معافی طلب کرتا ہے، اسی طرح جب اس پر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ جو عمل کر رہا ہے وہ مذموم ہے تو اس سے توبہ واستغفار کرتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل

کس چیز سے توبہ واستغفار کیا جائے

اگر آدمی کے دل میں کوئی ایسی بات آئی ہے جسے کہنے یا کرنے کی صورت میں اسے عذاب دیا جائے گا تو اس سے بھی توبہ کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وإن تبدوا ما في انفسكم او تخفوه يحاسبكم به الله فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء﴾ (البقرة: ٢٨٤)	تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا پھر جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے۔

دل میں پیدا ہونے والے خیالات اور وسوسوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے جب تک اس کو منہ سے نہ کہے یا اس پر عمل نہ کرے۔ مثلاً اگر کسی نے برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اس کا محاسبہ نہیں ہوگا اور اگر وہ برائی اس نے اللہ کے خوف سے چھوڑ دی ہے تو اس کے لئے

Www.IslamicBooks.Website

ایک نیکی لکھ دی جائے گی۔ حدیث میں ہے کہ ”جس نے کسی نیک کام کرنے کا ارادہ کیا اور اس پر عمل کیا تو اس کے لئے اس کے دس گنا نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جس نے کسی نیک کام کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہیں کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جس نے کسی برے کام کرنے کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر اس پر عمل کرلیا ہے تو اس کے لئے ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے“[1]

لہٰذا اس سے بھی توبہ واستغفار کرنا چاہئے، توبہ واستغفار ہر اس چیز سے جو مذمت وعقاب کا سبب بنے اگر چہ سزا نہ دی جائے اور مذمت نہ کی جائے کیونکہ وہ چیز اسے سزا تک پہنچانے والی ہے، پس آدمی کو چاہئے کہ اس سے توبہ کرے یعنی اس سے لوٹ جائے تا کہ وہ اس کو برائی تک نہ لے جائے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تا کہ وہ اس کے لئے شقاوت وبدبختی کا ذریعہ نہ بنے۔ کیونکہ اگر چہ اس کو اس پر سزا نہیں ملے گی لیکن اس کی منزلت میں کمی ہوجائے گی، پس جو آدمی برائی کا ارادہ کرتا ہے اگر چہ اس کے لئے اس قوت برائی نہیں لکھی جاتی لیکن

۱- رواہ مسلم، ترمذی، احمد، ابو یعلیٰ، ابو عوانہ، ابن حبان

Www.IslamicBooks.Website

اس نے اپنا دل اس وقت ایسی چیز سے غافل کرلیا جو اس کو نفع پہنچاتی، لہٰذا یہ اس کے اچھے اعمال میں ایک طرح کی کمی ہوئی۔

ہم نے دوسری جگہوں پر یہ تفصیل سے بیان کیا ہے کہ انسان کا قول وفعل یا تو اس کے لئے نفع بخش ثابت ہوتا ہے یا اس کے لئے مصیبت کا سبب بنتا ہے، وہ ان دونوں حالتوں سے خالی نہیں لہٰذا اسے اللہ تعالیٰ سے اس مصیبت سے بچنے کے لئے دعا واستغفار کرنا چاہئے مثلاً آدمی کبھی کوئی برا گمان کرتا ہے لیکن اس کے بارے میں کلام نہیں کرتا پھر اس کے اوپر یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ اس کا گمان غلط تھا تو اس پر توبہ واستغفار کرنا چاہئے۔ اپنے نفس پر ظلم اس طرح بھی ہوتا ہے کہ آدمی واجب کو ترک کردے جیسے کہ حرام چیز کا ارتکاب کرنے سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ومن يعمل سوءا أو يظلم نفسه﴾ (النساء: ۱۱۰) جو شخص کوئی برائی کرے، یا اپنی جان پر ظلم کرے۔

یہاں عام کا عطف خاص پر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿والذين إذا فعلوا فحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہوجائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فوراً

Www.IslamicBooks.Website

اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب إلا اللہ ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وھم یعلمون o﴾ (آل عمران: ۱۳۵)	اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے اور وہ لوگ باوجود علم

کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے۔

اس آیت کریمہ میں فاحشۃً سے مراد کچھ لوگوں نے زنا لیا ہے اور کچھ لوگوں نے گناہ کبیرہ لیا ہے اور اپنے نفس پر ظلم کرنا بھی اس قول کے مطابق فاحشۃ ہی ہے (یعنی گناہ کبیرہ) اور کچھ لوگوں نے اس سے گناہ صغیرہ مراد لیا ہے اور فاحشۃ سے گناہ کبیرہ مراد لیا ہے، ایسی صورت میں یہ کلام گناہ کبیرہ اور گناہ صغیرہ دونوں کو شامل ہے۔

اور جس نے یہ کہا کہ فاحشۃً سے مراد زنا ہے اس نے اپنے نفس پر ظلم کرنے میں سارے محرمات کو داخل کیا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ فاحشۃً سے مراد زنا ہے اور ظلم النفس سے مراد بوسہ ولمس اور معانقہ ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ فاحشۃً سے مراد زنا ہے اور ظلم النفس سے مراد معاصی ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک قول یہ ہے کہ فاحشۃ فعل ہے اور ظلم النفس قول ہے
(ابن جوزی زادالمسیر ۱/ ۴۶۲، ۴۶۳) میں کہتے ہیں کہ فاحشۃً سے
مراد قبیح چیزیں ہیں اور ہر وہ چیز جو ناشائستہ ہو وہ فاحش ہے۔ یہاں
فاحشہ سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں دو اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ
اس سے زنا مراد ہے یہ جابر بن زید، سدی اور مقاتل کا قول ہے۔ دوسرا
یہ کہ اس سے گناہ کبیرہ مراد ہے یہ مفسرین کی ایک جماعت کا قول ہے۔
اور ظلم النفس سے کیا مراد ہے جس کا ذکر اس کے بعد ہے اس کے
بارے میں لوگوں کا اختلاف ہے، ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ وہ بھی
فاحشۃً ہی ہے اور فاحشۃ اور اس میں کوئی فرق نہیں اور ایک جماعت یہ
کہتی ہے کہ اس سے گناہ صغیرہ مراد ہے۔[1]

صحیح بات یہ ہے کہ ظلم النفس جنس عام ہے اور اس سے ہر گناہ مراد
ہے، صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے
رسول مجھے ایسی دعا سکھایئے جو میں اپنی نماز میں پڑھوں آپ نے فرمایا
تم یہ پڑھو:

۱- ملاحظہ ہو: تفسیر طبری ۳/ ۴۴۰، ۴۴۱ و تفسیر بغوی ۱/ ۳۵۲، ۳۵۳

Www.IslamicBooks.Website

”اللهم إنی ظلمت نفسی	اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت
ظلماً کثیرا ولا یغفر	ظلم کیا ہے اور تیرے علاوہ گناہوں
الذنوب إلا أنت فاغفرلی	کو کوئی بخشنے والا نہیں، پس تو اپنی
مغفرة من عندک	طرف سے مجھے معاف کردے اور
ورحمنی انک أنت	میرے اوپر رحم کر بیشک تو بخشنے والا
الغفور الرحیم“	اور رحم کرنے والا ہے۔[1]

صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز شروع کرنے کے وقت یہ دعا پڑھتے:

”اللهم انت ربی وأنا	اے اللہ تو میرا رب ہے اور میں تیرا
عبدک ظلمت نفسی	بندہ ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم
واعترفت بذنبی فاغفرلی	کیا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کیا
فإنه لا یغفر الذنوب إلا	پس تو مجھے معاف کردے اس لئے
انت واهدنی لأحسن	کہ تیرے علاوہ گناہوں کو معاف
الأخلاق فإنه لایهدی	کرنے والا کوئی نہیں، اچھے اخلاق
لأحسنها الا انت واصرف	کی طرف میری رہنمائی کر اس لئے

۱۔ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، احمد، ابن ماجہ

Www.IslamicBooks.Website

عنی سیئھا فإنه لا یصرف عنی سیئھا الا انت" کہ تیرے علاوہ اچھے اخلاق کی طرف رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں اور برے اخلاق کو ہم سے دور کردے اس لئے کہ تیرے علاوہ برے اخلاق کو ہم سے دور کرنے والا کوئی نہیں [1]

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء نے یہ دعا کی تھی:

﴿قالا ربنا ظلمنا انفسنا وإن لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین﴾ (الاعراف: ۲۳) دونوں نے کہا اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی:

﴿رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی﴾ (القصص: ۱٦) اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا پس تو مجھے معاف کردے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی:

---

[1] - مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی، دارمی، احمد، طبرانی

Www.IslamicBooks.Website

﴿لا الٰــــه الا انــــت سبـحـانـك انى كنت من الظّٰلمين ٥﴾ (الأنبياء ۸۷) الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہو گیا۔

ملکہ بلقیس نے یہ کہا تھا:

﴿رب انـــى ظــلـمـت نـفـسـى واسـلـمـت مع سـلـيـمٰـن لـلّٰـــه رب الـعـالـمين٥﴾ (نـمل:٤٤) میرے پروردگار میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا اب میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع اور فرمانبردار بنتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ ان بستی والوں کے بارے میں فرماتا ہے جنہیں عذاب دیا گیا:

﴿وما ظلمنٰهم ولكن ظلموا انـفـسهـم﴾ (هـود:١٠١) ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔

ایک جگہ ہے:

﴿ ربنااغفرلنا ذنوبنا وإسرافنا في امرنا﴾ (آل عمران:١٤٧) اے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو بے جا زیادتی ہوئی ہے اسے بھی معاف فرما۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک قول یہ ہے کہ ذنوب سے مراد گناہ صغیرہ ہیں اور اسراف سے مراد گناہ کبیرہ ہیں۔[1]

صحیح بات یہ ہے کہ ذنوب اسم جنس ہے اور اسراف کا مطلب ہے حد سے تجاوز کرنا جیسے کہ لفظ اثم و عدوان ہے، پس ذنوب سے مراد گناہ ہیں اور اسراف کا مطلب عدوان ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:

﴿غیر باغ ولا عادٍ﴾(البقرۃ: ۱۷۳) اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو۔

خواہشات کے پیچھے دوڑنا اور اس کے بارے میں اللہ کی ہدایت کو نہ لینا گناہ کے کام ہیں، پس اگر آدمی اپنی ذات کے لئے خوش ہو اور اپنی ذات کے لئے ناراض ہو تو اسی کو خواہشات کی اتباع کہتے ہیں، لیکن اگر اللہ کے لئے ناراض ہو اور اس سے زیادہ سزا دے بیٹھے جو اللہ نے حکم دیا ہے تو یہ اسراف ہے۔ یہ آیت مشرکین کے ساتھ قتال کے سیاق میں آئی ہے اور جنگ احد میں مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی تھی اس کے ضمن میں آئی ہے، ان سے پہلے کے لوگوں کو اللہ کے راستے میں جو تکلیف

۱- زاد المسیر ۱/ ۴۷۳ و تفسیر بغوی ۱/ ۳۶۰ و تفسیر طبری ۳/ ۴۶۴

Www.IslamicBooks.Website

پہنچی ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا:

﴿وکاین من نبی قتل معه ربیون کثیر فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وما استکانوا والله یحب الصابرین ۝﴾ (آل عمران: ۱٤٦)

بہت سے نبیوں کے ہم رکاب ہوکر بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ سست رہے اور نہ دبے اور اللہ صبر کرنے والوں (ہی) کو چاہتا ہے۔

صحیح قول کے مطابق اس سے مراد نبی علیہ وسلم صلی اللہ ہیں، آپؐ اگرچہ کسی معرکہ میں قتل نہیں کیے گئے لیکن دوسرے بہت سے انبیاء قتل بھی کیے گئے ہیں۔[۱]

﴿فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وما استکانوا والله یحب الصابرین ۝ وما کان قولهم إلا أن قالوا ربنا اغفر لنا

لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری نہ سست رہے نہ دبے اور اللہ صبر کرنے والوں کو چاہتا ہے، وہ یہی کہتے رہے کہ اے پروردگار ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں

۱۔ تفسیر بغوی ۱/۳۵۹، ۳۶۰ وزادالمسیر ۱/۴۷۱، ۴۷۲ و تفسیر طبری ۳/۴۶۰، ۴۶۱

Www.IslamicBooks.Website

ذنوبنا وإسرافنا فی أمرنا ٥﴾ میں جو بے جا زیادتیاں ہوئی ہیں (آل عمران: ١٤٦-١٤٧) اسے بھی معاف فرما۔

ان لوگوں نے صبر اور استغفار ایک ساتھ کیا اور مصائب میں انہیں دونوں چیزوں کا حکم دیا گیا ہے یعنی آدمی ان پر صبر کرے اور گناہوں سے معافی مانگے جو کہ مصائب کا سبب ہیں، بہت سے قتال ایسے ہیں جن میں آدمی غیر اللہ کے لئے لڑتا ہے مثلاً کوئی اپنی بہادری دکھانے کے لئے لڑتا ہے تو کوئی خاندانی حمیت ونخوت کی بنیاد پر جنگ کرتا ہے، کوئی ریاکاری کرتا ہے، یہ سب گناہ ہیں اسی طرح بسا اوقات آدمی اللہ کے لئے جنگ کرتا ہے لیکن وہ حد سے تجاوز کرجاتا ہے اور ایسے لوگوں کو قتل کردیتا ہے جن کو قتل نہیں کرنا چاہئے تھا یا کفار کو اس سے زیادہ سخت سزا دیتا ہے جس کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ومن قتل مظلوما فقدجعلنا لولیہٖ سلطٰنا فلا یسرف فی القتل إنہ کان منصورا ٥﴾ (الإسراء: ٣٣) اور جو شخص مظلوم ہونے کی صورت میں مار ڈالا جائے ہم نے اس کے وارث کو طاقت دے رکھی ہے پس اسے چاہئے کہ مار ڈالنے میں زیادتی نہ کرے، بیشک وہ مدد کیا گیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اورفرمایا:

﴿والذین إذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذٰلک قواما ٥﴾ (الفرقان: ٦٧)

اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں۔

اورفرمایا

﴿وکلوا واشربوا ولا تسرفوا﴾ (الأعراف: ٣١)

کھاؤ اور پیؤ اور اسراف مت کرو۔

پس اسراف حد سے تجاوز کرنے کا نام ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

بندے کو استغفار کی ہمیشہ ضرورت ہے

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں:

استغفار بندے کو مکروہ فعل سے نکال کر محبوب فعل کی طرف اور ناقص عمل سے نکال کر مکمل عمل کی طرف لے جاتا ہے، وہ بندے کو ادنیٰ مقام سے اٹھا کر اعلیٰ مقام تک پہنچا دیتا ہے، پس جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے اس کو پہچاننے کی کوشش کرتا ہے وہ ہر دن، ہر گھڑی بلکہ ہر لمحہ اللہ کے بارے میں اپنے علم میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور اپنے دین و بندگی میں بصیرت پیدا کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اس کا اثر اپنے کھانے، پینے، سونے، جاگنے، اور تمام اقوال وافعال میں پاتا ہے پھر بھی وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا دل پوری طرح بندگی میں حاضر نہیں رہتا ہے اور وہ پوری طرح اس کا حق ادا نہیں کر پاتا ہے۔

لہٰذا اسے رات و دن استغفار کی ضرورت ہے۔ وہ کھلے چھپے ہمیشہ اور ہر حالت میں استغفار کے لئے بے چین رہتا ہے، استغفار کے اندر بہت سے فوائد ہیں وہ اچھائیوں کو لاتا ہے اور برائیوں کو دور کرتا ہے اور جسمانی و قلبی اعمال میں مزید قوت پیدا کرتا ہے، اس سے یقین و ایمان

Www.IslamicBooks.Website

میں اضافہ ہوتا ہے۔

تمام اہل توحید کے درمیان استغفار کا دائرہ پایا جاتا ہے، چاہے وہ پہلے کے لوگ ہوں یا بعد کے لوگ، چاہے وہ اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ اور یہ کلمۂ شہادت لا الہ الا اللہ کے ساتھ ساتھ ہے، پس توحید و استغفار کا دائرہ سب لوگوں کو شامل ہے البتہ اس معاملہ میں اللہ کے نزدیک لوگوں کے درجات میں فرق ہے اور ہر عامل کا الگ الگ مقام ہے۔ لا الـــہ الا الـلـــہ کی گواہی اگر سچے دل سے دی جائے اور یقین کامل ہو تو ہر قسم کا شرک دور ہو جاتا ہے، پھر استغفار سے بقیہ لغزشیں معاف ہو جاتی ہیں، اور گناہ جو درحقیقت شرک کی شاخیں ہیں استغفار سے ختم ہو جاتی ہیں، پس توحید اصل شرک کا خاتمہ کرتا ہے اور استغفار فروع شرک کا خاتمہ کرتا ہے، لہٰذا سب سے بہترین ثناء لا الـــہ الا الـلـــہ کہنا ہے اور سب سے بہترین دعا استغفر اللہ ہے۔ اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ آدمی توحید اختیار کرے اور اپنے لئے اور اپنے مومن بھائیوں کے لئے استغفار کرے۔

تم اپنے آپ کو ان فلسفیوں کی کتابیں پڑھنے سے بچاؤ جو یہ کہتے ہیں کہ نور حق اور اس کا برہان جب جب دلوں میں قوی ہوگا معرفت سے پوشیدہ رہ جائے گا، جیسے کہ سورج کی روشنی دن میں چمگادڑ کی

Www.IslamicBooks.Website

آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے، تم ایسا خیال رکھنے والے لوگوں سے بچو، اور ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو صحیح عقیدہ وفکر رکھتے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین ہیں، جو ہدایت و ایمان پر ہیں، جو شبہات و شہوات کی چیزوں کو پرکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جو الٰہی احکامات و شیطانی وسوسوں کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں، جو سچے عالم و عامل ہیں۔

﴿أولئک حزب اللہ ألا إن حزب اللہ هم المفلحون ۝﴾ (المجادلة:۲۲)

یہ اللہ کے لشکر ہیں آگاہ رہو بیشک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔

توبہ واستغفار بڑی نیکیوں میں سے ہے اور نیکیوں کے لئے اخلاص شرط ہے، اس کے علاوہ ان کا سنت کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے، توبہ واستغفار کا دروازہ بہت کشادہ ہے، پس جو شخص اپنے قول یا عمل یا حالت یا رزق میں کمی محسوس کرے یا بے چینی محسوس کرے تو وہ توحید کو اختیار کرے اور استغفار کرے، اس لئے کہ توحید واستغفار اگر سچے دل و اخلاص سے ہو تو اس کے اندر شفاء ہے۔ اسی طرح اگر رشتے داروں، اہل وعیال، پڑوسی اور بھائیوں کے حقوق کی ادائیگی میں کچھ کمی رہ گئی ہو تو آدمی ان کے لئے دعا و استغفار کرے، حضرت حذیفہؓ بن یمان نے

Www.IslamicBooks.Website

نبی ﷺ سے کہا کہ میری زبان میرے گھر والوں کے لئے تیز ہے، آپؐ نے فرمایا: تم استغفار کیوں نہیں کرتے میں تو دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔[1]

۱- یہ روایت ابو اسحاق سے کئی طریقوں سے آئی ہے، چنانچہ امام احمد نے اپنی مسند میں ۵/۳۹۴، دارمی نے اپنے سنن میں کتاب الرقاق باب: ۱۵ فی الاستغفار حدیث رقم (۲۳۲۷) ۲/۳۹۱)، طبرانی نے الدعاء میں حدیث رقم (۱۸۱۲) ۳/۱۶۱۳) عن اسرائیل عن ابی اسحاق عن عبید بن عمیر أبی مغیرہ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

اور نسائی نے کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں (حدیث رقم ۴۵۱-۴۵۲ ص ۳۲۹) اور احمد نے مسند میں (۵/۳۹۷-۴۰۲) اور حاکم نے مستدرک میں (۱/۵۱۱، اور ۲/۴۵۷) اور طبرانی نے الدعاء میں (حدیث رقم (۱۸۱۴) ۳/۱۶۱۴) اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں (حدیث رقم ۹۲۶، ۳/۲۰۵) اور بیہقی نے شعب الایمان میں (حدیث رقم ۶۴۳ ۱/۴۳۹)، عن سفیان عن ابی اسحاق عن ابی مغیرۃ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

اور ھناد نے الزھد میں (حدیث رقم ۹۱۶، ۲/۴۶۰) اور طبرانی نے الدعاء میں (حدیث رقم ۱۸۱۸، ۳/۱۶۱۵) اور معجم صغیر میں ۱/۱۰۹) اس کو عن مالک بن مغول عن ابی اسحاق عن ابی مغیرۃ عن حذیفہ: کی سند سے روایت کیا ہے۔

اور محاملی نے اُمالی میں (حدیث رقم ۳۲۲، ص ۳۰۷) اور ابو نعیم نے حلیہ میں (۱/۲۷۶) اور طبرانی نے الدعاء میں (حدیث رقم ۱۸۱۹، ۳/۱۶۱۵-۱۶۱۶) اس کو عن عمرو

Www.IslamicBooks.Website

بن قیس ملائی عن ابی اسحاق عن ابی مغیرۃ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

اور نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ میں (حدیث رقم ۴۵۰ ص ۳۲۸) اور ابن ابی شیبۃ نے مصنف میں (حدیث رقم ۲۹۴۴۱، ۵۶/۶) وحدیث رقم ۳۵۰۷۸، ۱۷۳/۷) اور ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں (حدیث رقم ۳۶۲ ص ۱۳۰) اور طبرانی نے الدعاء میں (حدیث رقم ۱۸۱۳، ۳/ ۱۶۱۳، ۱۶۱۴) اور ابو نعیم نے الحلیۃ میں (۲۷۶/۱) اس کو عن أبی احوص عن أبی اسحاق عن أبی مغیرۃ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

اور طبرانی نے الدعاء میں (حدیث رقم ۱۸۱۶-۱۸۱۷، ۳/ ۱۶۱۴، ۱۶۱۵) اس کو عن اعمش عن أبی اسحاق عن أبی مغیرۃ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

اور ابن ماجہ نے کتاب الادب میں (باب ۵۷ الاستغفار، حدیث رقم ۳۸۱۷) اس کو عن أبی بکر بن عیاش عن أبی اسحاق عن أبی مغیرۃ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

اور نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ میں (حدیث رقم ۴۵۳ ص ۳۲۹) اور طبرانی نے الدعاء میں (حدیث رقم ۱۸۱۵، ۳/-۱۶۱۴) اس کو عن أبی خالد دالانی عن ابی اسحاق عن ابی مغیرۃ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے اور ابو نعیم نے **جزء تسمیۃ ما انتھی الینا من الرواۃ** میں (حدیث رقم ۵۷ ص ۱۰۵) اس کو عن فطر عن ابی اسحاق عن أبی مغیرۃ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

اور امام احمد نے اپنی مسند میں (۳۹۶/۵) اور طیالسی نے اپنی مسند میں (حدیث رقم ۴۲۷ ص ۵۷) اور حاکم نے مستدرک میں (۵۱۰/۱-۵۱۱) اور بیہقی نے شعب الایمان

Www.IslamicBooks.Website

میں (۴۳۹/۱) عن شعبہ عن ابی اسحاق عن ابی مغیرۃ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے کیونکہ:

۱-اس میں ابومغیرۃ بجلی ہیں جن کے نام کے بارے میں بڑا اختلاف ہے وہ مجہول راوی ہیں، ملاحظہ ہو(التھذیب ۲۴۵/۱۲ اور التقریب ۴۷۶/۲)

۲-اس کے اندر شعبہ پر اختلاف واقع ہوا ہے۔

الف: اس کو سعید بن عامر نے عن شعبہ عن ابی اسحاق عن مسلم بن نذیر عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے اس کو نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ (حدیث رقم ۴۴۸ ص ۳۲۷-۳۲۸) میں نقل کیا ہے۔

ب: اس کو غندر نے عن شعبہ عن ابی اسحاق عن ابی مغیرۃ عن حذیفہ کی سند سے روایت کیا ہے جس کو ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ اس کو نسائی نے عمل الیوم واللیلۃ (حدیث رقم ۴۴۹ ص ۳۲۸) میں نقل کیا ہے اور صحیح غندر کی روایت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس باب میں حضرت انسؓ سے بھی روایت آئی ہے جس کو ابن مبارک نے الزھد (حدیث رقم ۱۱۳۷ ص ۴۰۰) میں اور خطیب نے اپنی تاریخ (۴۸۰/۱۲-۴۸۱) میں نقل کیا ہے، لیکن اس کی سند انتہائی ضعیف ہے اس میں کثیر بن سلیم مدائنی ہیں ان کے بارے میں امام نسائی کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہیں اور ابوزرعۃ کہتے ہیں کہ واھی الحدث ہیں۔ ملاحظہ ہو:

(تاریخ بغداد ۴۸۱/۱۲ اور الجرح ۱۵۲/۲/۳)

Www.IslamicBooks.Website

دل اور زبان سے استغفار

علامہ ابن تیمیہؒ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا

"ما اصر من استغفر، وان عاد فی الیوم واللیلۃ سبعین مرۃ" جس نے استغفار کیا اس نے اصرار نہیں کیا اگر چہ دن و رات میں ستر مرتبہ وہی غلطی کرے۔[1]

اس کی سند ضعیف ہے اس میں مولیٰ ابوبکر مبہم ہیں۔

کہ کیا اس سے مراد زبان سے استغفار کرنا ہے یا جب وہ استغفار کرے تو دل میں نیت کرے کہ وہ دوبارہ اس گناہ کو نہیں کرے گا، اسی طرح اگر وہ گناہ سے توبہ کرلے اور دل میں عزم کرے کہ دوبارہ اُس گناہ کو نہیں کرے گا، اور کچھ دنوں تک ٹھہرا رہے پھر اس گناہ کو کر بیٹھے تو کیا وہ پرانا گناہ دوسرے میں شامل کیا جائے گا یا وہ پہلی بار توبہ کرنے سے معاف کیا جاچکا ہے، اور کیا شراب پینے اور ریشم پہننے سے توبہ کرنے والے کو آخرت میں شراب پلایا جائے گا؟ اور ریشم پہنایا جائے

۱- ابوداؤد ۱۵۱۴، ترمذی ۳۵۵۹، مسند ابویعلی ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، تفسیر طبری ۳/ ۴۴۲، طبرانی فی الدعاء حدیث نمبر ۱۷۹۷

Www.IslamicBooks.Website

گا اور سچی خالص توبہ کے شرائط کیا ہیں؟

انہوں نے یہ جواب دیا کہ استغفار دل وزبان دونوں سے ہو اور گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو جیسے کہ ایک دوسری حدیث میں ہے۔

"لا كبيرة مع الاستغفار ولا صغيرة مع الاصرار" اگر استغفار کرتا رہے تو گناہ کبیرہ نہیں رہ جاتا اور اگر بار بار کرتا رہے تو گناہ صغیرہ صغیرہ نہیں رہ جاتا[1]

پس اگر چھوٹے گناہوں پر اصرار کرے اور باز نہ آئے تو وہ گناہ کبیرہ ہو جاتے ہیں اور اس سے توبہ کرے تو معاف کر دئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا انفسهم ذكروا جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھیں تو فورا

۱- اس کو ابو شیخ نے، دیلمی نے فردوس میں (۷۹۱۴) قضاعی نے مسند الشھاب (۸۵۳) میں اور بیہقی نے شعب الایمان (۷۲۶۸) میں روایت کیا ہے، اس کی سند میں ابو شیبۃ خراسانی ہیں، ذہبی کہتے ہیں کہ وہ منکر حدیث بیان کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو (میزان ۴/ ۵۳۷، فیض القدیر ۶/ ۴۳۶، شذرة فی الاحادیث المشتھرة ۲/ ۲۵۲، مقاصد (۱۳۰۸)، در منتشرہ (۴۴۵) اور غماز (۳۳۸)

Www.IslamicBooks.Website

الـلّٰـه فـاسـتـغـفـروا لذنوبهم﴾ (آل عمران: ۱۳۵) اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

اور اگر اس نے صحیح توبہ کی ہے تو اس کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں، لیکن اگر دوبارہ وہی گناہ کر بیٹھے تو پھر اس کو توبہ کرنا چاہئے اور اگر اس نے توبہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کریگا۔

علماء کا اس بات پر اختلاف ہے کہ اگر کوئی شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے پھر وہ اس سے توبہ کرے اور اسلام لے آئے تو کیا اس کا پہلا عمل باقی رہے گا یا ختم ہو جائے گا؟

اس کے بارے میں دو قول ہیں جن کی بنیاد اس مسئلے پر ہے کہ کیا دین سے پھرنا عمل کو مطلقا برباد کر دیتا ہے یا اس کو اس وقت برباد کر دیتا ہے جب اسی کی موت اس پر ہو۔

۱-امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کہتے ہیں کہ اس کا عمل مطلقاً برباد ہو جائے گا۔

۲-امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اس کا عمل اس وقت برباد ہوگا جب اسی حالت میں اس کی موت ہو۔[۱]

۱- تفسیر ابن کثیر ۱/ ۲۵۳، ۲۵۴ اور تفسیر طبری ۲/ ۳۶۷، اور تفسیر بغوی ۱/ ۱۹۰

Www.IslamicBooks.Website

دین سے پھرنا توبہ کا ضد ہے اور گناہوں میں سے کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو ساری نیکیوں کو مٹا دے سوائے دین سے پھرنے کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿توبوا إلى الله توبة نصوحاً﴾ (التحریم: ۸) تم اللہ کے سامنے سچی خالص توبہ کرو۔

حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ سچی اور خالص توبہ یہ ہے کہ آدمی توبہ کرے پھر دوبارہ وہ گناہ نہ کرے پس یہی واجب اور مکمل توبہ ہے۔[۱]

اور جس نے شراب پینے اور ریشم پہننے سے توبہ کیا تو وہ آخرت میں ریشم کا لباس پہنے گا جیسے کہ حدیث میں ہے:

"من شرب الخمر ثم لم يتب منها حرمها" جس شخص نے شراب پیا اور اس سے توبہ نہیں کیا تو آخرت میں اسے اس سے محروم کر دیا جائے گا۔[۲]

اور بعض لوگ کہتے ہیں جیسے کہ امام احمدؒ کے بعض ساتھی کہ وہ مطلقاً

۱- تفسیر طبری، ۱۲/ ۱۵۸

۲ - بخاری ۵۵۷۵، مسلم ۲۰۰۳، نسائی ۸/ ۳۱۸، ۲۹۶-۲۹۷، ابوداود ۳۶۷۹، دارمی ۲/ ۱۱۱، عبدالرزاق ۱۷۰۵۶، احمد ۲/ ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۸، موطا مالک ۲/ ۸۴۶

Www.IslamicBooks.Website

آخرت میں شراب نہیں پئے گا لیکن ان کا قول صحیح نہیں ہے اور جمہور کے قول کے خلاف ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ سے پوچھا گیا کہ اگر یہودی یا نصرانی اسلام قبول کر لیں تو کیا اسلام کے بعد ان پر کوئی گناہ باقی رہ جائے گا؟

تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اگر ظاہری اور باطنی دونوں طریقوں سے اسلام قبول کر لے تو کفر جس سے اس نے توبہ کیا ہے معاف کر دیا جائے گا، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، البتہ وہ گناہ جس سے اس نے توبہ نہیں کیا ہے، مثلاً اگر وہ گناہ پر یا ظلم پر یا فحش پر اصرار کرنے والا ہے اور اسلام لانے کے بعد اس نے توبہ نہیں کیا ہے تو بعض لوگوں کے نزدیک اسلام لانے سے اس کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف ہو جائیں گے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ جس گناہ سے اس نے توبہ کیا ہے وہی گناہ معاف ہوگا (اور اگر اسلام لانے کے بعد بھی وہی گناہ کر رہا ہے تو پچھلا گناہ بھی اس کا باقی رہے گا۔)

جیسے کہ حدیث میں ہے کہ: نبی ﷺ سے لوگوں نے پوچھا کہ کیا زمانۂ جاہلیت میں ہم نے جو عمل کیا ہے اس پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ: اسلام لانے کے بعد جس شخص نے اچھا عمل کیا تو

Www.IslamicBooks.Website

زمانۂ جاہلیت میں اس نے جو عمل کیا ہے اس پر اس کا مواخذہ نہیں ہوگا اور جس نے اسلام لانے کے بعد برا عمل کیا تو پہلے اور بعد کے برے اعمال پر اس کا مواخذہ ہوگا[1]

اور بہتر اسلام یہ ہے کہ آدمی وہ کام کرے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے اس سے رک جائے، عام توبہ کا یہی معنی ہے، پس جو شخص اس طرح اسلام لائے اس کے سارے گناہ معاف کردئے جائیں گے۔

سابقین، اولین، مہاجرین وانصار کا اسلام اسی طرح سے تھا اور ان کے بعد میں جنہوں نے ان کی اچھی طرح اتباع کی ان کا بھی اسلام اسی طرح تھا، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ بن عاص سے فرمایا کہ: کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام اپنے ماقبل کے گناہوں کو ڈھا دیتا ہے۔[2] (یعنی حالت کفر کے گناہوں کو) یہاں الف، لام عھد کو معرفۃ بنانے کے لئے ہے اور اس زمانے میں جو اسلام تھا وہ بہتر اسلام تھا۔

اور آپ کا یہ قول کہ "جو اسلام لانے کے بعد برا عمل کرے گا تو پہلے

۱- بخاری ۶۹۲۱، مسلم ۱۲۰، ابن ماجہ ۴۲۴۲ اور احمد ۱/۳۷۹، ۳۸۰، ۴۰۹، ۴۲۹، ۴۳۱، ۴۶۲

۲- مسلم: ۱۲۱

Www.IslamicBooks.Website

اور بعد کے برے اعمال پر اس کا مؤاخذہ ہوگا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس نے ان گناہوں پر اصرار کیا جنہیں وہ پہلے کرتا تھا اور ان سے باز نہیں آیا تو پہلے اور بعد کے گناہوں پر اس کا مؤاخذہ ہوگا۔ نصوص سے یہی پتہ چلتا ہے اور عدل کا بھی یہی تقاضہ ہے، پس جس نے کسی گناہ سے توبہ کیا تو اس کا وہ گناہ معاف کر دیا جائے گا، لیکن یہ ضروری نہیں کہ دوسرے گناہ بھی معاف کر دئے جائیں اور مسلم کفر سے توبہ کرتا ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فإذا انسلخ الأشهر الحرم فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم كل مرصدٍ فإن تابوا وأقاموا الصلوٰة واٰتوا الزكوٰة فخلوا سبيلهم﴾ (التوبة: ٥)

پھر حرمت والے مہینوں کے گذرتے ہی مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو، انہیں گرفتار کرو، ان کا محاصرہ کرلو اور ان کی تاک میں ہر گھاٹی میں جا بیٹھو ہاں اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تم ان کی راہیں چھوڑ دو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

Www.IslamicBooks.Website

﴿قل للذين كفروا إن ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف ٥﴾ (الأنفال:۳۸) آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر یہ لوگ باز آجائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیئے جائیں گے۔

یعنی اگر وہ اس چیز سے باز آجائیں جس سے انہیں منع کیا گیا ہے تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں معاف کر دئے جائیں گے۔لہٰذا گناہ سے رک جانا ہی اس سے توبہ کرنا ہے پس جو شخص گناہ سے رک جائے تو اس کے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے، لیکن جو شخص گناہ سے نہیں رکے گا اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ اس کے وہ گناہ معاف کر دئے جائیں جو اس نے پہلے کئے تھے۔(واللہ اعلم)

تمت

Www.IslamicBooks.Website

DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

₹ 60/-

Www.IslamicBooks.Website